امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ غزوۂ بدر جس نے تاریخ کا......
■ اعمال صالحہ کا موسم بہار
■ عیدالفطر؛ امت مسلمہ کا پر مسرت تہوار
■ انعام واکرام کا دن
■ شب قدر کو پانے کے لیے......
■ یتیم اور بیوہ کی کفالت

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 21 مورخہ ۲۱؍رمضان ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۷؍مئی ۲۰۱۹ء روز سوموار

عیدالفطر کی تہذیبی اہمیت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

عیدالفطر کا دن خاص لطف وفرحت کا دن ہے، اس کے تصور سے ہی اس کی دلنوازی وکیف کا احساس دل میں ابھرنے لگتا ہے، عید کرنے والوں کا خوش پوشاکی کے ساتھ عیدگاہ میں اکٹھا ہونا ایک دوسرے کو مبارک باد دینا، بچوں کا اپنے صاف ستھرے اور زرق برق لباسوں میں، مست چلنا، بڑوں کا ان بچوں کو مسرت میں دیکھ کر لطف محسوس کرنا، پھر تعلق والوں کا ایک دوسرے کے گھر میں جانا، اور سویوں سے لطف اندوز ہونا، یہ سب باتیں ایک ایسا منظر پیدا کردیتی ہیں کہ جیسے خشک زندگی میں اچانک بہار کا جھونکا آگیا ہے اور ہر شئی مسرور اور ہر طرف مسرت کا دور دورہ ہوگیا ہے، یہ سب کیفیات اور یہ مناظر جو مشترکہ حال اور یکساں انداز رکھتی ہیں، ایک خاص تہذیبی اہمیت کی حامل ہیں۔

یوں تو مسلمانوں کی عیدیں سال میں دو ہوتی ہیں، ایک عیدالفطر اور دوسرے عیدالاضحیٰ، دونوں عیدیں اپنے اپنے دامن میں مسرتوں کی تصویریں رکھتی ہیں، جن سے زندگی میں خواہ چند ساعتوں کے لئے ہو ایک بہار آجاتی ہے، سب مسرور ہوجاتے ہیں، خواہ بعض افراد کے لئے یہ مسرت صرف ظاہری حد تک رہی ہو، لیکن ان دونوں عیدوں میں سے عیدالفطر میں یہ کیفیت زیادہ معلوم ہوتی ہے، اور دل عام طور پر اس کی اہمیت زیادہ محسوس کرتے ہیں، دراصل عیدالفطر کی یہ اہمت اس کے ایک ماہ کے روزہ رکھنے کی وجہ سے عید کا دن اس پابندی کو ختم کرتا ہے، جو ایک ماہ تک دن کے دوران کھانے پینے اور بعض دوسری آزادیوں اور سہولتوں پر لگی تھی، یہ پابندی کوئی سزا نہ تھی بلکہ یہ مسلمان کے ضبط نفس اور برداشت، مصیبت زدہ وغم زدہ انسانوں کی تکلیف کے احساس اور اپنے پروردگار کی اطاعت وفرمانبرداری اور اس کے لیے اپنے آرام وسہولت سے محدود وقت کے لیے دست برداری کا اظہار ہے، اس میں محض اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل میں روزہ داران سہولتوں سے رک جاتا ہے، جو غیر رمضان میں اس کو حاصل اور میسر تھیں، دن میں کھانے پینے بعض خواہشات کی تکمیل سے سردی ہو یا گرمی روزہ دار دست کش ہو جاتا ہے، اور ضبط وبرداشت کا مظاہرہ کرتا ہے جس میں عبدیت، طاعت وہمدردی کا رنگ پوری طرح جھلکتا ہے، اور دن کے سارے اوقات اسی احتیاط وہمدردی میں گذارتا ہے اور جب سورج غروب ہونے لگتا ہے اور اذان مغرب کا وقت قریب آجاتا ہے تو شوق وطلب کے ساتھ کبھی گھڑی پر نظر ڈالتا ہے اور کبھی مؤذن کی طرف کان لگاتا ہے، سامنے پانی اور مرغوب اشیاء کھانے کے لیے رکھی ہیں، اور دل میں طلب اور جسم کو ضرورت ہے، لیکن صبر کی آواز اس کے ضمیر کے گہرائیوں سے نکل رہی ہے، اس کو ہاتھ بڑھانے اور نفس کی بے تابی کو دور کرلینے سے کون روکتا ہے، نہ پولس پکڑتی ہے اور نہ حاکم ٹوہ میں رہتا ہے، لیکن ایک پروردگار کی فرمانبرداری کا تصور ہے جو اس کو روکتا ہے اس کا تصور کہ ہم کو روزے کا حکم دینے والا پروردگار ہے، جو ہم کو ہمہ وقت دیکھتا ہے اور آخرت میں ہمارا محاسبہ کرے گا یہی خیال کسی بے احتیاطی کے کرنے سے اس کے لیے رکاوٹ بنتا ہے۔

روزہ دار کا یہ عمل ۲۹؍روز تک جاری رہتا ہے، پھر عید کا چاند اس حال میں نکلتا ہے کہ یقین نہیں ہوتا کہ آج نکلے گا یا کل؟ باہمت اور حوصلہ مند یہ کہتے ہیں کہ جہاں ۲۹؍روز یہ مجاہدہ کیا ہے ایک روز اور سہی مگر دل کہتا ہے کہ پورے مہینہ کا عمل اگر ۲۹؍روز ہی میں قبول ہو رہا ہو تو بہت خوب اور پھر چاند نکلتا ہے اور عید کی نوید لاتا ہے، یہ رات بہت سہانی رات ہوتی ہے، ہر طرف رونق، ہما ہمی، مبارک بادی، خریداری، کپڑوں اور کھانوں کی تیاری اس طرح سے رت جگاں ہو جاتا ہے، اور صبح ہوتی ہے بغیر سحری کھائے بغیر روزہ رکھے دن نکلتے ہی مہینہ بھر کے روزہ دار بھی کچھ کھاتے ہیں تا کہ اظہار ہوجائے کہ آج وہ روزہ سے نہیں ہے، پھر صدقۂ فطر نکالا جاتا ہے اور غریبوں کو دیا جاتا ہے، اس سے ایک طرف پروردگار کا شکرانہ ادا ہوتا ہے کہ اس نے مہینہ بھر روزہ رکھنے کی توفیق دی اور دوسری طرف غریبوں کی مؤاسات اور ہمدردی بھی ہوجاتی ہے، پھر عید کے آداب شروع ہوتے ہیں جن میں مساوات انسانی ہمدردی، محبت وخوش اخلاقی، احتیاط وخوش دلی چھائی رہتی ہے اور سب میں مشترک نظر آتی ہے، اور ایک تہذیب کا انداز اختیار کرلیتی ہے، اچھے صاف، نئے اور دلکش لباسوں میں لوگ جوق در جوق نکلتے ہیں اور اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ہوکر دوگانہ ادا کرتے ہیں، اور اظہار تشکر کرتے ہیں کہ اے پروردگار تو نے ایک مہینہ ہم کو ایسی پابندی کی توفیق دی جو تیری مدد نہ ہوتی تو ہمارے لیے آسان نہ تھی اور اب وہ پابندی ختم فرمائی اور اپنی نعمتوں کو استعمال کرنے اور خوشی منانے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ حکم دیا، کیونکہ شریعت اسلامی میں عید کے دن روزہ رکھنا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

عید کی خوشی ایسی خوشی ہے جو سب ملکر مناتے ہیں، اور یکسانی اور خوشی میں برادرانہ تعاون جس میں مسرت صرف اسی میں محدود نہیں کہ ہم کو خوشی ہوئی بلکہ ہمارے اردگرد، ہمارے دوست اور اعزہ سب ہی خوش ہیں، ہم اپنے کو بھی خوش پا رہے ہیں، اور اپنے دوستوں، عزیزوں، پڑوسیوں، بڑوں، اور چھوٹوں سب کو خوش پا رہے ہیں، کبھی مسرت اس کے زرق برق لباس اور مسکراتے ہوئے چہرے سے ظاہر ہو رہی ہے اور کسی کی صاف ستھرے نئے کپڑے سے اور پر انبساط چہرے سے اور کسی کی مسرت اس کی فیاضانہ خوش اخلاقی سے یا اس کی پر مسرت شائستگی سے، پھر عیدگاہ پہونچے، حد نظر تک صاف ستھرے لباس، کھلے ہوئے چہرے، شائستہ مسرت کو لیے ہوئے بڑے اور زرق برق کپڑوں میں ملبوس اور متحرک وپرنشاط بچے نظر آرہے ہیں، عید میں حالات وانداز کی یہ یکسانی جو تہذیب کی شکل رکھتی ہے، صرف عید کے دن کے ہی ساتھ خاص نہیں، یہ عید سے پہلے روزے کے معاملات میں بھی سب کو یکسانی پائی جاتی ہے، جس کو سیکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان بیک وقت اور بیک انداز انجام دیتے رہے، وہ بھی تہذیبی انداز کا ایک عمل تھا، مختصر نیند کے ساتھ صبح کو سفیدی افق پر شروع ہونے سے قبل اٹھ جانا اور جو میسر ہو کھالینا، پھر کھانے پینے سے گریز حتیٰ کہ دن ڈھل کر سورج ٹکیا مغربی افق سے نیچے گر جائے، اگر گرمی کا زمانہ ہے تو بھلا ۱۵؍گھنٹے اور اس سے بھی زیادہ مدت کی پابندی اور جاڑا ہو تو اس سے کم مدت کی پابندی مشرق سے مغرب چلے جایئے، شہر گھومئے یا دیہات دیکھئے، تمام روزہ داروں کو اسی حال میں اور اسی شکل میں پائیں گے، ادھر جیسے جیسے روزے گذرتے گئے اور عید کی آمد قریب تر ہوتی گئی، روزہ دار کو وہ مسرت قریب محسوس ہوتی گئی جو عید میں ان کو اپنانا ہے، اس کی تیاری بھی کرتے گئے، بچے جو اپنے ماں باپ کے کلیجوں کے ٹکڑے ہیں، عید کی مسرت کے انتظار میں اور بھی آگے رہے، اور ان کی مسرت ان کے ماں باپ کی بذات خود مسرت ہے، بازاروں میں ان اشیاء کی خرید وفروخت بڑھتی گئی جو عید میں استعمال ہوتی ہیں، کپڑے ہیں، جوتے ہیں اور سامان عید ہے۔ پھر عید آئی ہر طرف محبت ومسرت اور خوش اخلاقی، حسن ورونق اور صفائی رنگ وطرز میں قدرے تنوع لیکن، مجموعی طور پر یکسانی، ایک ساتھ دوگانہ ادا کرتے ہیں، ایک دوسرے سے محبت کا اظہار، مسرت کے ساتھ ملتے ہیں، کھانے پینے سے حسب دلخواہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

عید کا دن غموں کے بھول جانے کا دن، اپنے خون جگر پاروں کے لطف ومسرت کو دیکھ کر مسرور ہونے کا دن، دوستوں اور عزیزوں سے خوش اخلاقی اور محبت کرنے اور ان کی خوش اخلاقی اور محبت کرنے کا دن اور اپنے پروردگار کے سامنے ایک ماہ مجاہدہ اور نفس کشی کے ساتھ سربسجود ہوتے رہنے کے بعد لطف وشکر گذاری کے ساتھ سربسجود ہونے کا دن، ایسی مسرت جو صرف امیروں کی مسرت نہیں کہ غریب منھ تکیں اور حسرت کریں اور صرف غریبوں کی بھی مسرت نہیں کہ امیران کو نظر انداز کریں اور اپنی راہ لیں، بلکہ سب کے لیے یکساں مسرت جیسے کہ آسمان سے بارش ہو کہ غریب بھی اس سے فائدہ ولطف حاصل کریں، اور امیر بھی فائدہ ولطف حاصل کریں۔

عید مسرت کی مشترک زندگی کا ایک انداز ہے بلکہ زندگی کے ایک خوشنما دور کی ایک تصویر ہے، اس میں انسانی آبادی کے ایک عظیم گروہ کی ایک پر مسرت پوری تہذیب نظر آتی ہے۔

عید کی بہار اور رونق دراصل اپنے ماسبق دور یعنی رمضان سے وابستہ ہے، عید میں طاقت اور زور دراصل اسی سے آیا ہے اور اگر عید کی بنیاد نہ ہو تو وہ ایک تہذیبی منظر ضرور بنتی ہے، لیکن اس منظر کے حسن کی تابانی کم ہوجاتی ہے، جس کو رمضان کا حق ادا کرنے والے دونوں محسوس کرتے ہیں اگرچہ مجموعی طور پر عید عید ہے، وہ انسانی آبادی کے ایک عظیم مجموعہ کی مشترکہ خوشی اور اظہار خوشی کی تہذیبی تصویر ہے۔

عیدین کا پیغام

عیدین ہمیں دو عظیم سبق دیتی ہیں، اتحاد وتنظیم کا اور ایثار وقربانی کا اگر ہم نے یہ دو سبق عملی زندگی میں نافذ کرلیے، اور ضرورت سے زیادہ غور وفکر چھوڑ دیا، تو یقیناً کامیابی ہمارا قدم چومے گی، اور اگر ہم نے ان دونوں کو نہ اپنایا تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔

(امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ)

بلا تبصرہ

کولکاتہ کے معروف سماجی کارکن ودیا ساگر کے مجسمہ کو شر پسند بلوائیوں نے توڑ دیا تو کیا اب کولکاتہ میں بی جے پی کو ہر جلسہ سے قبل ودیا ساگر کی یاد دلا کر روکا جائے گا؟ اس میں شک نہیں کہ پہلی بار بی جے پی کو بنگال میں دندان شکن جواب ملا ہے اور اس سے وہ لہولہان ہے۔

(تاثیر ۸؍مئی ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں --- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

شب قدر

بے شک ہم نے قرآں کو لیلۃ القدر میں نازل کی اور آپ کو معلوم ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور جبرئیل علیہ السلام روح الامین اپنے رب کے حکم سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں، وہ رات سلامتی والی ہوتی ہے طلوع فجر تک (سورۃ القدر)

وضاحت: رمضان المبارک کے پورے عشرے کی بڑری فضیلت ہے، لیکن شب قدر بڑی برکت والی رات ہے ،اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی عظمت واہمیت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ ہم نے قرآن کو ایک باعزت اور خیر وبرکت والی رات میں نازل کیا ہے جس کو شب قدر کہتے ہیں، اس رات میں سال بھر کی آنے والی باتیں عالم بالا میں مقدر ومتعین کی جاتی ہیں اور ہر ایک کام پر فرشتے متعین کر دیئے جاتے ہیں، نیز اس رات عالم بالا کی روحانیت اس قدر زمین پر اترتی ہیں کہ گویا زمین میں تشنگی ہو جاتی ہے، اس لیے اس رات کی قدر کرنی چاہئے کہ اس رات فرشتے اور جبرئیل اپنے رب کے حکم سے آسمان سے زمین پر اترتے ہیں، اس رات کے بارے میں جمہو علماء کا قول یہ ہے کہ یہ رات رمضان المبارک کے آخر عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ لیلۃ القدر کو آخر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو (مشکوٰۃ) اس رات مومن بندے کو کثرت سے تلاوت ،عبادت وریاضت کرنا چاہئے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان کا مہینہ آیا تو حضورؐ نے فرمایا: کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا، زندگی کا کیا بھروسہ آئندہ اس کی توفیق ملے یا نہ ملے، اسی لیے اس رات کی قدر کیجئے رمضان کے اس کے آخری عشرے کی قیمتی راتوں سے فائدہ اٹھائیے ،کیا معلوم آئندہ اس کا موقع ملے یا نہیں، حدیث میں آتا ہے جب ماہِ رمضان کے آخری دس دن شروع ہو جاتے ہیں تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے تھے اور رات رات بھر عبادت میں مصروف رہتے، گھر کے لوگوں اور خویش اقارب کو بھی جگاتے تھے تاکہ وہ بھی اللہ کی یاد سے اپنے دلوں کو منور کریں، عبادت، ذکر وتلاوت اور اللہ کی خوشنودی کی خاطر مسجد کے کسی گوشہ تنہائی میں بیٹھ جاتے جس کو اعتکاف کہتے ہیں اور وہاں اپنے دل کو اللہ کے ساتھ وابستہ کر لیتے، علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہیکہ اعتکاف کی روح، دل کا اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا اور مخلوقات سے الگ ہو کر صرف ایک خدا کی یاد میں مشغول ومنہمک ہو جانا کہ سوچ وفکر یہی تذکرے اسی کی بات چیت یہاں تک کہ انسان کے دل ودماغ پر خدا ہی کا تصور چھا جائے اور اس کی یاد دل میں سما جائے اور بجائے مخلوق کے خالق ہی سے دل لگنے لگے، آپ بھی اعتکاف کا اہتمام کیجئے تاکہ شب قدر کی خیر وبرکت سے بہرہ ور ہوسکیں اللہ ہم کو اس کی توفیق بخشے۔

مومنانہ صفات

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ کو کوئی مختصر نصیحت فرمائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اچھا جب نماز پڑھنے کھڑا ہو تو ایسی نماز پڑھنا جیسا رخصت ہونے والا آخری نماز پڑھتا ہے اور ایسی بات زبان سے مت نکالنا، جس پر کل کو معذرت کرنی پڑے اور دوسرے کے پاس جو مال ہے اس کی کوئی طمع اپنے دل میں نہ رکھنا (رواہ احمد)

مطلب: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر صحابہ کرام کو مختلف انداز میں نصیحت فرمائی، اس حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نصیحت فرمائی وہ معانی اور مفہوم کے اعتبار سے بہت جامع ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر انداز میں اسلام کی روح اور جامعیت کو بیان فرما دیا ہے یعنی سائل نے جس انداز میں آپ سے سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی انداز میں ان کو تشفی بخش جواب مرحمت فرمایا جب انہوں نے مختصراً نصیحت کی گذارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی نصیحت کی پہلی بات یہ فرمائی کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس طرح نماز پڑھو جیسا کہ کوئی رخصت ہونے والا آخری نماز پڑھتا ہے اور یقین کرلو کہ گویا تمام جہاں کو رخصت کر کے یہ آخری نماز پڑھ رہے ہو، اب معلوم نہیں کہ میسر ہو کہ نہ ہو، جب کوئی شخص اس کیفیت کے ساتھ نماز ادا کرے گا تو اس کی نماز میں خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا ہوگی، پھر اس کے ذریعہ اللہ سے تعلق مستحکم ہوگا اور یہی نماز کی روح ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری نصیحت یہ کی کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو کہ بعد میں شرمندگی اور ندامت اٹھانی پڑے، کیونکہ جب تیر کمان سے اور بات زبان سے نکل جاتی ہے تو وہ واپس نہیں آتی ہے، بہت سے لوگ غصہ کی حالت میں زبان سے بے تکی باتیں کہہ دیتے ہیں پھر احساس بیدار ہوتا ہے تو معذرت کرنے لگتے ہیں، ایسے انسان کا وقار واعتبار مجروح ہونے لگتا ہے اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوچ سمجھ کر اور ناپ تول کر بولا کرو دوسروں کی دل کشی نہ ہو اور آپس کے تعلقات خراب نہ ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نصیحت یہ فرمائی کہ دوسروں کے مال ودولت کو للچائی نظروں سے نہ دیکھو، اس سے نفس میں فقر وافلاس کی خصلت پیدا ہوگی پھر اس کے بعد راحت وآرام کی زندگی تلخ بن جائے گی ،محنت ومزدوری کر کے جائز طریقوں سے کسب حلال کی جدوجہد کرتے رہو اور اللہ سے اپنی کمائی میں برکت کی دعاء کرتے رہو اور جب اللہ مال ودولت کی نعمت سے نوازے تو اس میں سے راہ خدا میں خرچ بھی کرتے رہو، مال خرچ کرنے سے غریبوں کے ساتھ ہمدردی اور ایثار کا جذبہ ابھرتا ہے اور اس پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں یہی ایک مومن بندہ کی صفت ہونی چاہئے۔ اس مختصر سی نصیحت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حکمتوں کی باتیں بتلا دین اگر مسلمان ان پر عمل کرنے لگے تو وہ دنیا وآخرت میں کامیاب وبامراد ہوگا۔

دینی مسائل

مفتی احتكام الحق قاسمی

عورتوں کا عیدگاہ جانا:

دور نبوی میں عورتیں جماعت میں شرکت کی غرض سے مسجد جایا کرتی تھیں اور نماز عید کے لیے عیدگاہ بھی جایا کرتی تھیں، آج عورتوں کو کیوں نہیں جانے دیا جاتا ہے؟

الجواب ———— وباللّٰه التوفيق

حالات بدلنے سے کبھی حکم بدل جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں عورتیں یقیناً جماعت میں شرکت کی غرض سے مسجد اور نماز عیدین کی ادائیگی کے لیے عیدگاہ جایا کرتی تھیں، کیوں کہ وہ دور تھا نزول قرآن کا، سراپا خیر ورحمت اور برکت کا، امن وعافیت اور تقویٰ وطہارت کا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی اور پاکیزہ صحبت کی برکت سے عموماً لوگوں کی طبیعت میں پاکیزگی اور شرافت تھی، عورتوں میں بھی سادگی تھی، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست احکام شرعیہ سیکھنے کے لیے مسجد ہی تعلیم وتعلم کا مرکز اور ذریعہ تھی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ میں حاضری سے صراحۃً نہیں روکا، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنے گھر کے گوشہ میں عبادت کو پسندیدہ اور بہتر قرار دے کر شریعت کے مزاج و منشاء کو واضح فرما دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا تمنعوا النساء كم المساجد و بيوتهن خير لهن“ (سنن ابی داؤد/ ۸۴؛ کتاب الصلوٰۃ) یعنی عورتوں کو جماعت میں شریک ہونے کے لیے مسجدوں میں آنے سے مت روکو، ویسے ان کا گھر ہی ان کے نماز کے لیے بہتر جگہ ہے۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا: ”صلوٰة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها و صلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها (ابو داؤد: ۱/ ۸۴؛ باب ما جاء في خروج النساء إلى المسجد)“ یعنی عورت کا گھر (یعنی دالان) میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اس کا کوٹھری میں نماز پڑھنا اس کے کھلے مکان (یعنی دالان) میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حالات بدل گئے، عورتوں کی چال ڈھال اور زیب وزینت میں تبدیلی دیکھ کر ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابتلائے فتنہ کا اندیشہ محسوس کیا اور فرمایا کہ عورتوں کی یہ حالت اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما لیتے تو مسجد میں جانے سے ضرور روک دیتے۔

عن عائشة رضى الله عنها قالت: لو ادرك رسول الله صلى الله عليه و سلم ما احدث النساء لمنعهن كما منعت نساء بنى اسرائيل فقلت لعمرة او منعن قالت نعم۔ (رواه البخارى باب خروج النساء الى المساجد بالليل و الغلس: ۱/ ۱۲۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس دور میں حالات کی تھوڑی سی تبدیلی کی وجہ سے جماعت میں عورتوں کی حاضری کو ناپسند فرمایا، وہ یقیناً خیر القرون کا دور تھا، اور آج سے بہت بہتر ماحول تھا، لیکن آج جبکہ فحاشی و عریانی، بے حیائی وبے شرمی کا سیلاب ہے، عورتوں کے فیشن دن بدن ترقی پر ہیں، ہر طرف فساق وفجار اور عصمت وآبرو کے لٹیروں کا غلبہ ہے، روزانہ نئے نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں، ایسے پرفتن و پرآشوب ماحول میں عورتوں کو نماز عید کی ادائیگی کے لیے مسجدوں اور عیدگاہوں میں حاضری کی اجازت کیوں کر دی جاسکتی ہے؟ اسی لیے فقہاء کرام نے عورتوں کے لیے جماعت میں حاضری کو ممنوع قرار دیا ہے۔

الأحكام قد تختلف بإختلاف الزمان : ألا يرى أن النساء كن يخرجن إلى الجماعات في زمانه عليه الصلواة و السلام و زمان ابى الصديق حتى منعهن عمر و استقر الأمر عليه و كان ذلك هو الصواب كما في التبيين (مجمع الأنهرفي شرح ملتقى الابحر: ۲/ ۳۸۴)

عورت کا اپنے گھر یا محلّہ میں نماز عید ادا کرنا:

کیا عورتیں اپنے گھروں یا محلّہ میں عید کی نماز پڑھ سکتی ہیں، یا اس کے بدلہ نفل نماز ادا کر سکتی ہیں؟

الجواب ———— وباللّٰه التوفيق

چونکہ عیدین کی نماز میں جماعت شرط ہے اور عورتوں پر جماعت ضروری نہیں ہے، اس لیے عورتوں پر نماز عیدین بھی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بدلہ میں ان پر کوئی دوسری نماز ہے۔

”ولا تجب الجمعة على مسافر و لا إمرأة و تجب صلواة العيد على كل من تجب عليه صلواة الجمعة“ (هدايه: ۱/ ۱۶۹۔ ۱۷۲)

عیدگاہ میں عید کی دوسری جماعت:

عیدگاہ میں ایک مرتبہ نماز ہو جانے کے بعد کیا دوبارہ اسی جگہ عید کی نماز پڑھنا درست ہے، جب کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے عید کی نماز ادا نہ کی ہو؟

الجواب ———— وباللّٰه التوفيق

عام حالات میں عیدگاہ میں عید کی دوبارہ جماعت کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر جگہ کی تنگی یا کسی وجہ سے کافی تعداد میں لوگ پہلی جماعت میں شریک نہ ہو سکے ہوں تو دوسری جماعت کی گنجائش ہے، دوسرے آدمی کی امامت میں نماز عید کی دوسری جماعت کی جاسکتی ہے، لیکن اگر صرف دو چار آدمیوں کی جماعت چھوٹ گئی ہو تو اس کی وجہ سے جماعت ثانیہ کی اجازت نہیں ہے، ایسے لوگوں کو چاہئے کہ کسی دوسری مسجد یا عیدگاہ میں جہاں ابھی نماز نہ ہوئی ہو جا کر نماز ادا کریں۔ (کتاب النوازل: ۵/ ۳۴۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار
پھلواری شریف، پٹنہ

پھــــــلــــــواری شــــــریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 21 مورخہ ۲۱ ررمضان ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۷ رمئی ۲۰۱۹ء روز سوموار

ماہ مبارک کا آخری عشرہ

رمضان المبارک کا ہر لمحہ اور اس کی ہر گھڑی، بے انتہاء خیر و برکت کا ذریعہ ہے، ان لمحات میں ہمہ دم اللہ کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے جس میں ہر روزہ دار اپنے دامن کو رحمت خداوندی سے بھرتا رہتا ہے، ذکر و تلاوت، سنن و نوافل اور دعاء و مناجات کی کثرت سے اللہ سے اس قدر قرب حاصل کر لیتا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں جو مانگو گے وہ عطا کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ سکون قلب محسوس کرتا ہے، پھر آخری عشرہ شروع ہوجاتا ہے تو اس میں بندگان خدا پر ایک والہانہ کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور وہ دنیا کے جھمیلوں سے کنارہ کش ہو کر مسجد کے ایک گوشہ میں یاد الٰہی میں مصروف ہوجاتا ہے، توبہ واستغفار میں لگا رہتا ہے، اس کے دن و رات اسی مسجد میں گذرتے ہیں جس کو اعتکاف کہا جاتا ہے جب کوئی بندہ مومن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اللہ کے دروازے پر پڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو ایسے بندہ مومن کی حالت پر رحم آتا ہے اور اللہ اس کی لغزشوں کو معاف فرما دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا اہتمام فرماتے تھے اور اس کی تلقین بھی فرماتے تھے کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے بچتا رہتا ہے، اس کے لیے اتنی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والوں کے لیے ہے، یعنی اگر وہ مسجد میں رہ کر بہت سی نیکیوں کے کرنے سے بظاہر محروم رہتا ہے لیکن اس کے نامہ اعمال میں بغیر ان نیکیوں کے کام کئے ہوئے بھی اس کا ثواب لکھا جاتا ہے جیسے مریض کی عیادت، جنازہ کی نماز میں شرکت وغیرہ اس لیے رمضان میں ایسی مسجد میں جہاں پنج وقتہ باجماعت نماز ہوتی ہو اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہئے یہ اعتکاف ۲۰ ررمضان کی شام کو جب آفتاب غروب ہوجائے اس وقت شروع ہوجاتا ہے اور ۲۹ ریا ۳۰ ررمضان تک رہتا ہے یعنی جب تک عید کا چاند نظر نہ آجائے مسجد میں عبادت و ریاضت میں لگے رہیں، وہاں فضول باتوں سے پرہیز کیجئے، نوافل وسنن اور ذکر و تلاوت مین مشغول رہئے، بس!

تو ہو تیرا جلوہ ہو اور گوشۂ تنہائی ہو

رمضان کے اسی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ایک لیلۃ القدر ہے جس کو قرآن مجید نے ہزار مہینوں سے افضل کہا ہے، اس رات کے شروع ہوتے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں اور بے شمار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور سلام و سکینت کی یہ روح پرور فضا طلوع فجر تک قائم رہتی ہے اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات رات بھر عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے اور گھر والوں کو بھی جاگنے کی ترغیب دیتے، ایک موقعہ پر فرمایا کہ رمضان میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ کے فضائل سے افضل ہے، اگر کوئی اس کے پانے سے محروم رہا تو اس نے ساری بھلائی کھو دی (مسند احمد) اس لیے ان مبارک گھڑیوں سے فائدہ نہ اٹھانا، صرف کھانے پینے اور سیر و سیاحت میں رات گذار دینا بڑی محرومی کی بات ہے۔ آپ اس شب کی قدر کیجئے، حدیث شریف میں ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس رات کو تلاش کرنے کا حکم دیا یعنی ۲۱ ویں ۲۳ ویں ۲۵ ویں ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں شب میں کوئی شب قدر ہے ان راتوں میں دعاء و مناجات اور ذکر و تسبیح میں مشغول رہا جائے، اگر تمام رات جاگنے کی طاقت نہ ہو تو جس قدر جاگ سکتے ہوں جاگئے اور کثرت سے اس دعاء کو پڑھتے رہئے "**اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی**" جو لوگ اس شب کی تلاش و جستجو میں لگے رہیں گے اللہ تعالیٰ یہ شب ضرور عطا فرمائیں گے، بہت سے لوگ رات بھر جاگتے ہیں اور سحری کے وقت سو جاتے ہیں اور فجر کی نماز قضاء کر دیتے ہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کیجئے تاکہ شب بیداری کے فیوض و برکات حاصل رہیں، بہر حال رمضان کے آخری عشرہ میں کثرت سے عبادت و ریاضت کر کے رضائے الٰہی و قرب خداوندی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اللہ ہم سب کو رمضان کے تقاضوں کو سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

جنرل الیکشن ۲۰۱۹ء

سترہویں لوک سبھا کی تشکیل سے متعلق انتخاب میں این ڈی اے کو جو زبردست کامیابی ملی ہے اسے تاریخ ساز ہی کہا جا سکتا ہے، این ڈی اے نے ۳۵۳ رسیٹیں حاصل کیں اتنی بڑی تعداد میں سیٹوں پر قبضہ کرنا بلاشبہ بہت معنی رکھتا ہے، اس کے سیاسی مضمرات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا، جس وقت لوک سبھا انتخابات آخری مرحلے سے گذر رہا تھا اس وقت الیکٹرانک میڈیا غیر معلوم افراد سے آنکڑے کو جمع کرنے میں لگا ہوا تھا، انتخابات مکمل ہوتے ہی ایگزٹ پول کے ذریعہ بی جے پی کی غیر معمولی اکثریت کی پیشین گوئی کر دی گئی جس سے اپوزیشن پارٹیوں میں ملا جلا ردعمل دیکھا گیا، اب جبکہ باضابطہ طور پر نتائج کا اعلان ہوگیا ہے کہ کانگریس کو ۵۲ رسیٹیں ملی ہیں بی جے پی کو ۳۰۲ ریوپی مہا گٹھ بندھن کو ۱۵ راور ترنمول کانگریس کو ۲۲ رسیٹیں ملی ہیں، کانگریس کی قیادت والی یوپی اے صرف ۹۲ رسیٹوں پر ہی سمٹ کر رہ گئی، جس سے نقشہ ہی بدل گیا اس بار بی جے پی میں مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے بدنام زمانہ لیڈروں کی تعداد میں بھاری اضافہ ہوا ہے، اس طرح اب نئی پارلیامنٹ میں داغدار قانون سازوں کی تعداد پہلے سے بڑھ جائے گی اور ان کے ذریعہ اب ملک کی تقدیر کا فیصلہ ہوگا، گذشتہ پانچ سالہ دور حکومت میں ملک کے حالات جس قدر خراب ہوئے اور ہوتے جا رہے تھے کہ لوگ ۲۰۱۹ء کے جنرل الیکشن کا انتظار کرنے لگے کہ اس کی غلط پالیسیوں سے ملک کو نجات ملے گی اور نفرت کی سیاست کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہوگی، مگر بس "آرزو کہ خاک شد" حالانکہ زمینی حقائق اور نتائج میں بڑا فاصلہ محسوس ہوتا ہے، قیاس یہ بھی ہے کہ ووٹنگ مشین کے ساتھ بڑے پیمانے پر چھیڑ چھاڑ کی گئی ہے جس کا اندیشہ ملک کے عام شہریوں نے پہلے سے ہی ظاہر کر رکھا تھا، اور اس کے لیے اپوزیشن پارٹیوں نے الیکشن کمیشن سے استدعاء بھی کی تھی، یقین مانئے کہ اگر الیکشن منصفانہ طریقے پر ہوتا تو مودی کا جانا طے تھا، اب جو ہوا سو ہوا، ماضی کے تجربات یہی بتاتے ہیں کہ پھر پانچ سال تک ملک کا سسٹم تباہ ہوگا، جو کچھ کمی رہ گئی ہے وہ اب پوری ہوجائے گی، اقلیتی طبقے ان کے مظالم کے شکار رہیں گے، ایسے حالات میں اپوزیشن پارٹیاں ہوش کے ناخن لیں اور فکر و عمل کے اتحاد کے ساتھ حالات سے نمٹنے کے لیے ٹھوس لائحہ عمل بنائیں، انہیں جہاں ایک طرف شرپسندوں سے مقابلہ کے لیے تیار رہنا پڑے گا وہیں دوسری طرف ملک میں سیاسی شعور کو بیدار کرنے کے لیے انتھک جد وجہد کرنی پڑے گی، مسلمانوں کو بھی موجودہ حالات سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، زندہ قوموں پر اس طرح کے حالات پیش آتے رہتے ہیں، اور وہ قومیں اپنے اجتماعی طاقت سے ان حالات کا مقابلہ کرتی ہیں، ہم بھی اپنی ملی قیادت پر پورے اعتماد و بھروسہ کے ساتھ ان کی رہنمائی میں متحد و منظّم زندگی گذاریں، اللہ مسلمانوں کا حامی و مددگار رہے۔

لوک سبھا الیکشن کے انمٹ نقوش

تلخ و شیریں یادوں کے ساتھ ۲۰۱۹ء کا لوک سبھا الیکشن گذر گیا، لیکن ہاں وہ اپنے پیچھے بہت سے انمٹ نقوش چھوڑ گیا، جو سالوں یاد رکھا جائے گا، ان میں کچھ باتیں ایسی رہی ہیں جنہیں ہم سبھوں نے شدت سے محسوس کیا کہ اس بار کے انتخابی تشہیر میں بی جے پی اور اس کی حلیف جماعتیں ۲۰۱۴ء کے منشور میں کئے گئے وعدوں کو پورا نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں بتا سکیں، کالا دھن کی واپسی، بے روزگار نوجوانوں کی ملازمت، ہر شہری کے کھاتے میں ۱۵ رلاکھ روپئے آنے کا وعدہ سب کو طاق نسیاں بنا ڈالا اس وقت ووٹروں کو لبھانے کے لیے خوب سبز باغ دکھلائے اور الیکشن جیتنے کے بعد محو خواب ہوگئے ۲۰۱۹ء کے انتخابی تشہیر، عوامی مسائل اور سوالات کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف حزب مخالف کی کردار کشی، بدعنوانی، حتیٰ کہ مرحوم سیاسی قائدین خاص کر نہرو خاندان کو مورد الزام ٹھہرانے میں اپنی توانائی صرف کرتی رہیں نیز اشتعال انگیز موضوعات کو چھیڑ کر ماحول کو گرم کرتی رہیں حد تو یہ ہوگئی کہ وزیر اعظم نریندر مودی اور امت شاہ ہر ریلی اور روڈ شو میں جارحانہ رخ اختیار کرتے رہے اور یہ دعویٰ بھی کرتے رہے کہ وہ بھاری اکثریت سے کامیاب ہو رہے ہیں جس کا سیدھا سا مطلب یہ ہوا کہ بھاجپا ای، وی، ایم میں بڑے پیمانے پر چھیڑ چھاڑ کا منصوبہ بنا چکی تھی جس کا پہلے سے اپوزیشن پارٹیوں نے خدشہ ظاہر کیا تھا جس کی اب بی جے پی کے قول سے اور الیکشن کے نتائج سے تائید بھی ہوگئی ہے، اس الیکشن مہم میں ایک اور بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ فرقہ پرست جماعتوں نے مذہبی منافرت پھیلانے اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے میں ماضی کے سارے ریکارڈ کو توڑ دیا اور الیکشن کمیشن دو چند کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے بعد بے دست و پا بن گیا، اسی طرح انتخابات میں ہندو کارڈ کھیلنا اور الیکشن کمیشن کا تماشائی بنا رہنا اور ان کا آپس ہی میں اعتراضات کرتے رہنا اور ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرانا خطرناک رجحان کی طرف اشارہ کر رہا ہے یہ اور بات ہے کہ ملک کے سنجیدہ طبقہ نے اس طریقہ کار کو بی جے پی کا سیاسی حربہ تصور کیا، مگر اس کے ذریعہ ملک کے اندر جو پیغام گیا وہ آئین و دستور کے قطعی منافی تھا۔ ستم ظرفی یہ کہ اس معاملہ میں اپوزیشن پارٹیوں نے اکثریتی طبقہ کے ووٹ کے لیے بی جے پی کی روش کو اختیار کیا، آپ نے اس پورے انتخابی مہم میں یہ بھی محسوس کیا ہوگا کہ ملک کی سیکولر پارٹیوں نے مسلمانوں کے ملی مسائل کے حل کو سلجھانے کا اشارہ تک نہیں دیا جس کا سیدھا مطلب یہ ہوا کہ یہ پارٹیاں مسلمانوں سے ہمدردی جتلا کر اکثریتی طبقہ کی ناراضگی مول نہیں لینا چاہتی تھیں، جبکہ ملک کی تمام سیکولر پارٹیوں کے وجود و بقاء میں مسلمانوں کا کردار اور رول سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، بہر حال ان حالات سے اب بھی مسلمانوں کو سبق لینا چاہئے اور اپنی ملی و اجتماعی طاقت کو بروئے کار لا کر متحد و منظّم ہو جانا چاہئے تاکہ اس کے ذریعہ ملت اپنا سیاسی وزن و وقار کو بحال کر سکے، ورنہ یہ سیاسی بازیگر انہیں غیر ضروری مسائل میں الجھاتے رہیں گے اور یہ امت محرومیوں کے بوجھ تلے دبتی چلی جائے گی۔

نتن گڈکری کا طنز

بی جے پی کے سینئر لیڈر اور مرکزی وزیر ٹرانسپورٹ نتن گڈکری نے ایک انٹرویو کے دوران بڑی جرأت و بے باکی کے ساتھ نریندر مودی اور امیت شاہ پر طنز کستے ہوئے کہا کہ بی جے پی پر کسی ایک کی اجارہ داری نہیں ہے یہ مودی اور امیت شاہ کی پارٹی نہیں بن سکتی ہے، اب جو لوگ بی جے پی کی مقبولیت و شہرت کا سہرہ مودی جی اور امیت شاہ کے سر باندھنے میں لگے ہوئے ہیں گڈکری جی نے ایسے لوگوں کو آئینہ دکھلا دیا اور بتلا دیا کہ بی جے پی ایک نظریہ پر مبنی سیاسی پارٹی ہے اور وہ اپنے اصول و نظریات کی بنیاد پر چل رہی ہے، مسٹر نتن گڈکری R.S.S کے ایک بڑے اور تجربہ کار سیاستداں ہیں اور سنگھ پریوار میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، بہت ناپ تول کر معنی خیز انداز میں بولتے ہیں، ان کا سیاسی قد اتنا اونچا ہے کہ پارٹی ان کے خلاف جلد ایکشن نہیں لیتی ہے، ماضی میں بھی وہ اس طرح کے تیر و نشتر چلاتے رہے ہیں مگر کوئی بھی ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی ہمت نہیں جٹا سکے۔ اگر بی جے پی کے دوسرے سرکردہ لیڈران حوصلہ مندی سے مودی اور امیت شاہ کی پالیسیوں پر تنقید کرتے رہیں تو مودی جی اور امیت جی کو اپنے چہرے کے داغ دھبے اور دھول صاف کرنے نیز خود پسندی اور آمریت کے مرض سے باہر نکلنے کا موقع ملے گا، مگر ایسا اس لیے نہیں ہوگا کہ بی جے پی میں کوئی نتن گڈکری کے قد کے برابر کا لیڈر رہی نہیں ہے اور جو ہے وہ حاشیہ پر لگا دیا گیا اور اس وقت جو موجود ہیں تو وہ سب بیساکھوں پر سیاست کر رہے ہیں، اس لیے مودی کے ہر عیب پر پردہ ڈالتے رہتے ہیں مودی جی کا مالا جھپتے رہتے ہیں جس سے ملک سیاسی زوال کی طرف گامزن ہوتا دکھائی دیتا ہے، انتظار کیجئے آگے آگے ہوتا ہے کیا؟

غزوۂ بدر - جس نے تاریخ انسانی کا دھارا بدل دیا

مولانا ارشادالحق تھانوی

غزوۂ بدر بظاہر دنیا کی تاریخ میں ایک معمولی اور چھوٹا معرکہ نظر آتا ہے لیکن بعد کی عالمی تاریخ شاہد ہے کہ اگر اس جنگ میں مسلمان ناکام ہوجاتے تو تمام نوع انسانی کی ہدایت وسعادت کا نقشہ الٹ جاتا۔ یہ بات یقیناً اپنی جگہ درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں متعدد جنگیں لڑی گئیں، سرایا کی تعداد تو بہت ہی زیادہ ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بجائے کسی صحابیؓ کی سرکردگی میں لشکر روانہ کئے۔ تاہم مدینہ منورہ کی دس سالہ قلیل زندگی میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنان اسلام کے مقابلہ میں تقریباً تیس مرتبہ فوجی مہم کے لیے روانہ ہوئے، اس طرح اوسطاً ہر چار ماہ میں ایک بار آپؐ بنفس نفیس جہاد میں حصہ لیا، گویا ہجرت کے بعد آپؐ کی حیات طیبہ کے دس سال جنگوں ہی میں بسر ہوئے، کیونکہ ظاہر ہے باقی تین ماہ متعلقہ جہاد کی تیاری ہی میں گزرے ہوں گے۔

جب آپؐ نے مدینہ میں ریاست قائم کرلی تو پھر بلاشبہ جنگوں کا سلسلہ شروع ہوگیا، لیکن یہ اقدام کس کی جانب سے ہوا؟ یہ مکہ مکرمہ کے کفار ومشرکین ہی تھے جنہوں نے اپنے ہم وطن، ہم نسب اور اعزہ واقربا، مسلمانوں کو بے پناہ لرزہ خیز اذیتوں میں مبتلا کیا تھا تاکہ وہ عقیدۂ توحید، عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت کی بنیادوں پر انسانی تکریم، انسانی حقوق، آزادئ ضمیر، انسانی نجات اور عدل ومساوات کی تبلیغ کرکے اس وقت کی معاشرتی قوتوں کو مزید ظلم وزیادتی اور اجارہ داری سے روک نہ سکیں۔ چنانچہ وہ قوتیں اس صورت حال سے مطمئن نہ تھیں کہ مسلمان جو مکہ خالی کرکے مدینہ منورہ میں آباد ہوگئے ہیں، اب ان کے قدیم معاشرتی نظام کے لیے خطرہ ثابت نہ ہوں۔ انہوں نے عرب کے تمام قبائل حتیٰ کہ یہود کی امداد حاصل کرکے اسلام کی نوزائیدہ ریاست مدینہ کو ابتدا ہی میں ختم کرنے کے لیے مسلح یلغار کا سلسلہ شروع کردیا، اس ضمن میں بہترین دلیل لارڈ ریڈلے نے پیش کی ہے کہ جارح کون تھا اور مدافعت کون کررہا تھا؟ حملہ آور کون تھا اور اپنی حفاظت کے لیے کون سینہ سپر تھا؟ پہلی جنگ بدر کے میدان میں لڑی گئی جو مدینہ سے صرف تیس میل دور ہے، اپنے وطن سے طویل مسافت طے کرکے کون گیا؟ ظاہر ہے وہی جارح ہوا۔ وہ مشرکین مکہ تھے۔ دوسری جنگ احد میں ہوئی جو مدینہ سے صرف بارہ میل کے فاصلے پر ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ اس جنگ میں حملہ آور بھی کفار مکہ تھے، تیسری جنگ غزوۂ احزاب (خندق) ہے جس میں سرزمین عرب کے تمام کفار ومشرکین اور یہود نے مدینہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ ان پہلی تینوں جنگوں کے محل وقوع سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے جارحیت کس نے کی۔ البتہ جب ظلم وجارحیت شدید سنگین صورت اختیار کرگئے اور مسلمانوں اسلامی ریاست پر عرصۂ حیات بالکل تنگ کردیا گیا تو جارحیت کی سرکوبی کے لیے بعض مقامات پر اسلامی لشکر ضرور روانہ کئے گئے۔

غزوۂ بدر کی تیاری کے لیے تمام ارباب سیر وتاریخ متفق ہیں کہ سرداران قریش نے ریاست مدینہ پر مکمل ضرب لگانے کی خاطر فیصلہ کیا تھا کہ ابوسفیان کی سرکردگی میں ایک قافلہ تجارت شام روانہ ہوا اور وہاں سے وافر سامان جنگ حاصل کیا جائے۔ بعد ازاں منظّم اور وسیع پروپیگنڈہ کے ذریعہ مکہ کی رائے عامہ میں مسلمانوں کے خلاف اس قدر جوش وخروش پیدا کردیا گیا کہ جس شخص کی ملکیت میں ایک مثقال بھی تھا اس نے قافلہ کے سپرد کردیا، زرقانی نے لکھا ہے کہ ’’کاروانِ تجارت کے ساتھ پچاس ہزار دینار سرخ تھے اور کوئی قریشی وقریشہ کو جس کے پاس ایک مثقال بھی موجود تھا ایسا نہیں تھا کہ جس نے قافلہ میں اپنا رأس المال نہ لگایا ہو‘‘۔ اس صورت حال کی مزید تصدیق ابوجہل کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جس کے مطابق ایک تجارتی قافلہ نہ تھا بلکہ مدینہ کی مسلم ریاست پر حملہ کرنے کے لئے سامان جنگ کی تیاری کا ایک بڑا منصوبہ تھا۔ ابوجہل نے کہا: ’’نجات حاصل کرو! انتہائی مصیبت وذلت سے نجات حاصل کرو، کاروان تجارت کا کارواں نہیں ہے بلکہ تمہارے مال ودولت کا ذخیرہ ہے، اگر محمدؐ اس پر قابض ہوگئے تو پھر تم ہمیشہ کے لیے ناکام ونامراد ہوکر رہ جاؤ گے‘‘ ہمیشہ کے لیے ناکام ہونے کا مدعا یہ ہے کہ اسلحہ جنگ نہ حاصل ہونے کے سبب مسلمانوں کو ختم کرنے کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکے گا، لہٰذا سرکار مدینہ نے جارحیت کے اس منصوبے کو ناکام بنانے اور معاندین کے حرب وضرب کے سرمایہ پر قابض ہونے کا فیصلہ کیا۔ اس واقعہ کو حافظ ابن کثیرؒ نے اس طرح بیان کیا ہے ’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ قریش کا قافلہ جارہا ہے جس میں ان کا مال تجارت ہے اس کا تعاقب کرو۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے لیے مال غنیمت بنادے، پس ان لوگوں کو اس کے لیے پکارا گیا تو بعض نے اس کو پسند کیا اور بعض نے نکلنے میں گرانی محسوس کی اور یہ عدول حکمی کے پیش نظر نہیں بلکہ اس لیے تھی کہ وہ سمجھ رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ کے ارادہ سے روانہ نہیں ہورہے ہیں‘‘۔ چنانچہ قافلہ کفار کے تعاقب کے لیے مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد روانہ ہوئی جس میں صرف ۳۰۵/مجاہد دو گھوڑے، ستر اونٹ، آٹھ تلواریں اور چھ زرہیں تھیں۔ مزید آٹھ صحابہ کرامؓ کو بھی حضور اکرمؐ نے اس لشکر میں شمار فرمایا ہے حالانکہ وہ میدانِ جنگ بوجوہ موجود نہ تھے، جب یہ مختصر تعداد فرزندان پہونچی تو معلوم ہوا کہ ابوجہل کی سرکردگی میں کفار مکہ کی نوسو پچاس جنگجو سپاہیوں پر مشتمل فوج وافر سامان رسد وخوراک، سات سو اونٹوں، تین سو گھوڑوں، چھ سو زرہ پوشوں اور دو سو سواروں کے ایک تیغ زن رسالہ سے مسلح تھی۔ میدان بدر کے قریب پہنچ چکی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نئی صورت حال کے بارے میں صحابۂ کرام سے مشورہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’دشمن سر پر ہے اور قافلہ بھی قریب ہے، اب بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ جنگ کرکے حق وباطل کا فیصلہ یا بغیر کانٹا لگے قافلۂ تجارت پر قبضہ؟ چند صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ’’یارسول اللہؐ! ہم جنگ کے مقصد کے پیش نظر روانہ نہیں ہوئے تھے، بہتر یہی ہوگا کہ قافلہ پر قبضہ کرکے واپس چلے جائیں۔ اگر تجارتی قافلہ نکل چکا ہے تو ہم بھی مدینہ واپس ہوجائیں‘‘ سرکار مدینہؐ نے ارشاد فرمایا: ’’قافلہ کو چھوڑو، اب اس قوم کی متعلق مشورہ دو جو تم پر حملہ کرنے کے لیے پہنچنے والی ہے‘‘۔

اکابر صحابہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ کو احساس ہوگیا کہ رسالت مآبؐ کی مرضی حق وباطل کے معرکہ سے وابستہ ہے، لہٰذا انہوں نے جذبہ وفاداری اور سرفروشی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم جہاد کے لیے تیار ہیں۔ آنحضرتؐ نے انصار کی رائے معلوم کرنے کے لیے دوبارہ مہاجرین سے مشورہ کیا تو حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شاید آپ کی مراد ہم سے ہے، ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ انصار اپنے گھروں میں رہ کر آپ کے مددگار بنیں ہیں۔ میں انصار کی جانب سے یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہماری بیعت اور آپؐ کے دست مبارک پر قول وقرار کا یہ مطلب ہے کہ آپؐ کے بسر وچشم اور سرتاپا فرماں بردار ہیں۔ آپ نے جو قصد فرمایا اسے جاری رکھئے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اگر آپؐ سمندر میں بھی داخل ہونے کا حکم فرمائیں گے تو ہم کسی پس وپیش کے بغیر چھلانگ لگادیں گے‘‘۔ حضرت مقداد انصاریؓ نے بھی عرض کیا ’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی مانند نہیں ہیں کہ جہاد کے وقت اپنے پیغمبر سے کہہ دیا تم اور تمہارا خدا جاکر جنگ کرو اور ہم تو اسی جگہ منتظر رہیں گے‘‘ پھر حضرت مقدادؓ نے اعلان کیا ’’ہم واقعی آپ کے تابعدار ہیں، جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں اپنا خون بہانے کو موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ کیجئے اور جنگ کا حکم فرمائیں، ان شاء اللہ اسلام غالب ہوگا۔

بخاری، مسلم، نسائی، اور کتب سیر وتاریخ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر اپنے صحابۂ کرامؓ کے اس سرفروشانہ اظہار سے مسرت وبشاشت دمکنے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اب اللہ کے نام پر پیش قدمی کرو اور بشارت حاصل کرو کیونکہ اللہ جل شانہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہ تجارتی قافلہ اور لشکر کفار میں سے ایک کو تمہارے قبضہ میں کروں گا اور قافلہ نہیں بلکہ مشرکین کا لشکر تمہارے قبضہ میں ہوگا، اللہ کا وعدہ بلاشبہ سچا ہے اور قسم خدا کی میں ابھی کفار کے سرداروں کی قتل گاہ دیکھ رہا ہوں‘‘۔ چنانچہ مسلمانوں کا لشکر ۱۷/رمضان المبارک سن ۲/ہجری (۱۳/مارچ ۶۲۴ء) جمعہ کی شب بدر کے علاقہ میں داخل ہوا جہاں کفار کا لشکر پہلے ہی خیمہ زن تھا۔ بدر ایک کنویں کا نام ہے جس کی نسبت سے یہ علاقہ بدر کے نام سے مشہور ہے، مشرکین کا پانی پر قبضہ تھا اور مسلمان ایک خشک ریگستانی جگہ پر فروکش ہو گئے جہاں پانی نہ ہونے سے پیاس کی شدت تھی اور نماز کے وقت وضو اور غسل وغیرہ سے محروم تھے۔ ریگستان میں نقل وحرکت ایک مصیبت تھی کیونکہ وہاں پاؤں دھنستے تھے اور دوسری جانب ۹۵۰/اور ہر طرح مسلح اور باساز وسامان۔ خوف واندیشہ تھا اور یہ طبعی کیفیت مورد عتاب نہیں جیسا کہ کوئی متقی اور صالح شخص کسی درندہ کے اچانک نمودار ہونے پر سراسیمہ ہوجائے۔

اعمال صالحہ کا موسم بہار؛ رمضان المبارک

حافظ محمد امتیاز رحمانی خانقاہ رحمانی، مونگیر

ایمان اور اعمال صالحہ کا موسم بہار یعنی رمضان المبارک آگیا جس طرح قانون قدرت کے مطابق سال میں ایک بار درخت اپنا لباس بدلتے ہیں سوکھی پتیاں شاخوں سے جدا کردی جاتی ہیں اور پھر ان کو نئی کونپلیں اور پتیاں عطا کی جاتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ویران اور اجاڑ سا نظر آنے والا درخت ایک نئی قوت اور جوش کے ساتھ تازگی اور شادابی کا پیغام دینے لگتا ہے اس طرح سال کے گیارہ مہینے دنیا کی آرائشوں اور آلودگیوں کے درمیان گزارنے کے بعد بارہویں مہینے میں رمضان کا مہینہ آتا ہے تو گناہ ومعصیت کی سوکھی ہوئی پتیاں جھڑ جاتی ہیں اور مہینے بھر روزے رکھنے کے بعد تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی نیز عجز وانکساری کے ساتھ اس کے احکام کے آگے جھک جانے سے ایمان کا مرجھایا درخت ایک بار پھر سرسبز وشاداب ہوکر لہلہانے لگتا ہے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری بھوک اور پیاس مطلوب نہیں ہے وہ تم سے تقویٰ چاہتا ہے۔

اور یہ تقویٰ کیا ہے، اس کو یوں سمجھئے کہ جیسے خاردار راہوں میں آدمی اپنے دامن کو سمیٹے کانٹوں سے بچ بچ کر نکلتا ہے اسی طرح روزمرہ زندگی میں معصیت وگناہ کے کانٹوں سے بچ بچ کر گزرنے اور جن کاموں پر اللہ تعالیٰ اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے ان کو اختیار کرنے کا نام تقویٰ ہے پورے ایک مہینے کی تربیت کا کورس اس لئے مقرر رہوا کہ مزاج اس کا عادی ہوجائے اور سال کے گیارہ مہینوں کی زندگی میں اس کا عکس نمایاں ہو۔ یہ سمجھنا ہرگز درست نہیں کہ اس مبارک مہینے میں جس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ستر گنا اجر ملتا ہے خوب خوب نیکی کرکے ڈھیر سارا ثواب کمالیا جائے اور سال کے باقی دنوں میں خود کو بالکل بے لگام اور آزاد چھوڑ دیا جائے اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو وہ اپنے کو دھوکہ میں مبتلا کرتا ہے دراصل اسلام ایک ایسا دین ہے جو پوری زندگی اور انسانوں کے تمام افعال واعمال پر حاوی ہے دوسرے مذاہب میں اس طرح کی تقسیم ہے کہ وہ زندگی کو خانوں میں بانٹ دیتے ہیں اور عبادت گاہ میں جاکر عبادت وبندگی کے بعد دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے اختیار واقتدار کو تسلیم نہیں کرتے لیکن اسلام ایسی کسی تقسیم کا قائل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں فرمایا ہے کہ تم پر روزہ فرض کیا گیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ وہیں یہ بھی ارشاد ہوا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور جو حق کو باطل سے الگ کرتا ہے۔ رمضان کے مہینہ اور قرآن کے درمیان صرف یہی تعلق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم کتاب اس بابرکت مہینہ میں نازل ہوئی بلکہ یہ تعلق بھی ہے کہ قرآن کو جس طرح انسان مطلوب ہے یہ اس کی تربیت اور مشق کا مہینہ بھی ہے اس لئے اس مہینہ میں قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی تاکید کی گئی ہے اسی مہینے میں جبرئیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا قرآن پڑھ کر سناتے تھے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مہینہ کو قرآن مجید سے کیا گہرا تعلق ہے۔

بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں ایک بار پھر رمضان المبارک کی نیکیوں اور سعادتوں سے اپنا دامن بھرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قوت اور ہمت عطا کرے کہ ہم اس سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہوسکیں، مئی جون کا مہینہ گرمیوں کے شباب کا مہینہ ہے اس بار بہار گرمی کی لہر سے بچا ہوا ہے لیکن شمالی ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں گرمی اور تپش پورے عروج پر ہے لیکن اللہ کی رضا ورخوشنودی کے لئے زیادہ اجر وثواب بہرحال نیکیوں اور رحمتوں کے خزانے کھل گئے ہیں اور دینے والا پکار پکار کر کہہ رہا ہے لوگو آؤ اور اپنی ہمت اور استطاعت کے مطابق اپنا دامن بھر کر لے جاؤ بانٹنے والے کے خزانے میں کوئی کمی نہیں مسئلہ کوتاہی ظرف اور تنگی دامن کا ہے آیئے ہم سب اپنا دامن پھیلا دیں اور جو کچھ سمیٹ سکتے ہوں سمیٹ لیں۔

عیدالفطر-امت مسلمہ کا پرمسرت تہوار

عبدالطاہر خاں

عید کے حقیقی معنیٰ خوشی اور مسرت وانبساط کے ہیں، عیدالفطر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ممکن ہے کہ فطر اور افطار ہم معنیٰ ہیں، جس طرح ہر روزے کا افطار بعد از غروب آفتاب کیا جاتا ہے اسی طرح پورے ماہِ رمضان المبارک کا افطار عید کے روز سعید ہوتا ہے، لہٰذا اس مبارک دن کو عیدالفطر سے موسوم کیا جاتا ہے، افطار کے مقدس اور متبرک ہونے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''روزے دار کو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، ایک جب وہ افطار کرتا ہے اور دوسری جب اس کو باری تعالیٰ کا (روزِ جزا) دیدار ہوگا۔ گویا افطار کے وقت روزے دار کی خوشی کی کیفیت کا وہی عالم ہے جو روز آخرت دیدار الٰہی سے ہوگا۔ لہٰذا جب عیدالفطر افطار کی خوشی کا مبارک دن ہے تو ماہ رمضان کے پورے روزے رکھنے پر عید کے دن اسے وہی خوشی ومسرت حاصل ہوگی جس سے وہ روز جزا دیدار الٰہی کے نتیجے میں سرفراز کیا جائے گا، روزہ اللہ کے لیے ہے اور روز جزا اس کے دیدار کی خوشی اس کی جزا ہے۔

عید اصل نعمت صیام کے حصول پر ایک شکرانہ ہے، جس طرح ہفتے بھر کی نمازوں کا شکرانہ جمعہ کی عید میں رکھا گیا ہے، اسی طرح مہینے بھر کے روزوں کا شکرانہ افطار کی عید میں رکھا گیا ہے، عید کو عید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہر سال آتی ہے، جس کو فرحت ومسرت کے ساتھ مشروط کر دیا گیا، خوشی اور مسرت کی کیفیت جو اس تہوار میں پائی جاتی ہے وہ کسی اور تہوار میں نہیں۔

ہدایہ میں ہے کہ عید کو عید کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس دن باری تعالیٰ نے روزے داروں کو اجرت دینے کا وعدہ فرمایا ہے، اس طرح عید کو ''وعد'' سے ماخوذ ماننا پڑتا ہے، علمائے کرام بطور دلیل یہ حدیث پیش کرتے ہیں ''عیدالفطر کی شب باری تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ اس مزدور کی اجرت کیا ہے جس نے اپنی مزدوری پوری کر لی تو وہ عرض کرتے ہیں کہ مزدور کی اجرت کا کامل اور مکمل ہونا ہے، یعنی ایسی اجرت کہ جو مزدور کو مطمئن کر دے، اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ پھر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے مزدور کو ان کی اجرت دے دی، یعنی روزے داروں کو بخش دیا''۔

ہجرت کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ دو مخصوص دن کی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا کرتے تھے، رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ دو روز کیا ہے؟ اہل مدینہ نے عرض کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم ان دنوں میں کھیل کود اور تفریح کرتے تھے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اہل یثرب اللہ تعالیٰ نے تم کو ان دو دنوں کے بجائے ان سے بہت اعلیٰ وارفع دن عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ عطا کئے ہیں'' اور فرمایا: کہ جب عید کا دن ہوتا ہے تو فرشتے عیدگاہ کے راستے میں انتظار کرتے اور پکارتے ہیں ''اے مسلمانوں کی جماعت! چلو اپنے رب کریم کی طرف جو احسان کرتا ہے، بھلائی کے ساتھ اور اجر عظیم عطا فرماتا ہے اور تم کو رات کو عبادت کرنے کا حکم دیا گیا، پس تم نے قیام کیا اور تم کو روزے رکھنے کا حکم دیا گیا، پس تم نے روزے رکھے اور اپنے رب کریم کی اطاعت کی، اب تم انعام حاصل کرو اور جب نمازی عید کی نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ملائکہ اعلان کرتے ہیں آگاہ ہو جاؤ، بے شک تمہارے رب نے تمہیں اجر عطا فرمایا اور تم آئے گھر کی طرف کامیاب ہو کر''

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنی تصنیف ''غنیۃ الطالبین'' میں عید کا مقصد حقیقی اور جوہر اصلی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''عید ان کی نہیں جنہوں نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو زیب تن کیا، بلکہ حقیقتاً عید تو ان کی ہے جو خدا کی وعید اور پکڑ سے ڈر گئے، عید ان کی نہیں جنہوں نے بہت سی خوشبوؤں کا استعمال کیا، عید تو ان کی ہے جنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اس پر قائم رہے، عید ان کی نہیں جنہوں نے بڑی بڑی دیگیں چڑھائیں اور بہت سے کھانے پکائے، عید تو ان کی ہے جنہوں نے بقدر استطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور نیکی کی راہ پر گامزن ہوئے، عید ان کی نہیں جو آفاق میں گم ہو گئے، بندہ آفاق نہیں صاحب آفاق بن گئے اور تقویٰ کی روش اختیار کی، عید ان کی نہیں جنہوں نے چمکتی دمکتی گاڑیوں میں سفر کیا، بلکہ عید ان کی ہے جنہوں نے ترک گناہ کو شیوۂ زندگی بنالیا، عید ان کی نہیں جنہوں نے اپنے مکانوں کی آرائش وزیبائش کی بلکہ عید تو ان کی ہے جو دوزخ کی پل سے بخیر وعافیت گزر گئے۔ آپ نے فرمایا: عید کے دن غریبوں کو خوشحال اور غنی کرو'' اس لئے صدقۂ فطر کو آپ نے عیدالفطر کا جزو لاینفک قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزوں کی عبادت اس وقت تک زمین وآسمان میں معلق اور بارگاہ ایزدی میں قبول نہیں ہوتی جب تک وہ شخص صدقۂ فطر ادا نہیں کر دیتا جو صاحبِ نصاب ہو'' اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی نظر میں انسان کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ اسے درد دل کے واسطے پیدا کیا گیا ہے جو انسان رحم دل نہیں، سنگ دل ہے، اپنی ہی ذات میں مگن رہتا ہے، دوسروں کی دنیاوی ضروریات کا خیال نہیں رکھتا، بھوکے، پیاسے، غربت کے مارے انسانوں کو دیکھ کر اس کا دل نہیں روتا، وہ کسی کے درد کی دوا نہیں بنتا، وہ مسلمان تو بڑی بات انسان کہلانے کا حقدار بھی نہیں۔

عید صرف ایک رسمی تہوار نہیں بلکہ ایک عبادت ہے، دینداری میں دنیاداری ہے، اپنی خوشیوں کے ساتھ دوسروں کی خوشیوں کا سامان کرنا ہی عید کا حقیقی مقصد ہے، اس سلسلہ میں ہمیں وہ واقعہ یاد رکھنا چاہیے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید ادا کرنے کے بعد واپس لوٹ رہے تھے آپ نے دیکھا کہ بہت سے بچے عید کی خوشی میں کھیل کود رہے ہیں لیکن ایک بچہ ان سب سے الگ غم کی تصویر بنا اداس بیٹھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو دیکھا اور اس کے قریب تشریف لے گئے، شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا اور پوچھا کہ بیٹے کیوں رو رہے ہو؟ اس لڑکے نے جواب دیا میرے سر پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں ہے، بچے کے اس جواب کو سن کر آپ کی آنکھیں پرنم ہو گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے والد بھی بچپن میں انتقال کر گئے تھے، آج سے میں تمہارا باپ ہوں، آپ اس کو اپنے ساتھ گھر لائے، اچھا سا لباس پہنایا، وہ بچہ اچھے کپڑے پہن کر باہر نکلا تو لوگوں نے پوچھا کہ یہ سب کہاں سے آیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ آج سے میرے سرپرست حضور اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول کو اپناتے ہوئے یتیموں بیواؤں، غریبوں اور مسکینوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے جس کے بغیر عید کا حقیقی مقصد حاصل نہیں ہوتا، جو بندگان خدا کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے ہیں، خدا ان پر مہربان ہوتا ہے خدمت خلق عیدالفطر کی روح ہے اس کے بغیر عید کا تصور ایسا ہے جیسے پھول بغیر خوشبو کے، جسم بغیر روح کے۔

اللہ کی وحدانیت اور مسلمانوں کے درمیان وحدت اور اخوت اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہیں۔ اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیمات کو عملی شکل میں پیش کرتا ہے، عیدالفطر کا روح پرور اجتماع اس کا عملی مظہر ہے، اپنے تو اپنے غیر بھی اس حقیقت کے معترف ہیں، یورپی مصنف سر تھامس آرنلڈ لکھتے ہیں:

اسلام میں مشترکہ عبادات کا ایک عظیم عمل ہے، یہاں افریقہ کے مغربی ساحل کا نیلگرو، مشرق بعید کے چینی سے ملتا ہے، امیر اور مہذب ترک ملایا کے بعید ترین حصے سے آنے والے غیر مہذب جزیرے کے رہنے والے اپنے (مسلمان) بھائی کو پہچانتا ہے، وہ عیدین مناتے ہیں، نمازی کسی بھی رنگ ونسل اور مرتبے کا ہو، یا اس کا ماضی کیسا ہی کیوں نہ ہو اسے اسلامی برادری میں قبول کیا جاتا ہے۔ اسلام ایک زبردست سیاسی قوت ہے جیسے جیسے کرۂ ارض کے فاصلے سمٹتے جائیں گے ویسے ویسے اس قوت کا اثر زیادہ محسوس ہونے لگے گا۔

قرآن حکیم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ دیگر اقوام بھی عید منایا کرتی تھیں، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم بھی خوشی (عید) منایا کرتی تھی اور شہر سے باہر کھلے میدان میں تین دن تک میلہ لگا کرتا تھا، جہاں آفاق میں گم ہو جانا، خوشی کی انتہاء ہوتی تھی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم بھی ایک مخصوص دن میں عید منایا کرتی تھی، جس کو قرآن نے ''یوم الزینۃ'' کے نام سے تعبیر فرمایا ہے، ہر قوم کا خوشی منانے کا دن ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر قوم کے لیے عید ہوتی ہے اور عیدالفطر ہماری عید ہے''۔

عید کی نماز کی دو رکعت نہ صرف اس عنایت الٰہی کا شکرانہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے ماہِ رمضان کے پورے روزے رکھنے کی توفیق عنایت فرمائی بلکہ اس ماہ لاثانی میں نسخۂ کیمیا قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمایا۔

فلسطینی روزہ داروں پر اسرائیلی مظالم

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ پوری دنیا پر سایہ فگن ہے، یہ مقدس مہینہ اپنے اندر لامحدود، ان گنت رحمتیں سموئے ہوئے ہے، اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں اور برکتیں نازل ہو رہی ہیں، یہ ایسا مہینہ ہے جو عالم اسلام کے لیے خوشیاں اور برکتیں لاتا ہے اور پوری دنیا کے مسلمان اس ماہ میں خصوصی ذکر وتلاوت کرتے ہیں اور غریبوں و بے کسوں کے ساتھ خصوصی ہمدردی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ مگر ستم ظرفی یہ ہے کہ فلسطین کے مسلمان اس مقدس مہینہ میں بھی خوف کے سایہ میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، وہ روزہ کی حالت میں بھی قبلۂ اول ''مسجد اقصیٰ'' مسلمانوں کی اراضی اور مسلم خواتین کی آبرو کے تحفظ کے لیے تیار رہتے ہیں۔ عالم اسلام کے حکمرانوں کی بے حسی اور تمام مسلمانوں کی خاموشی کی وجہ سے اسرائیل کے درندہ صفت فوجی فلسطینی روزہ داروں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں اور اس پر ستم ظریفی یہ کہ اس کی پوری حمایت دنیا کا سب سے طاقتور ملک امریکہ کے صدر ڈونالڈ ٹرمپ علی الاعلان کر رہے ہیں۔ اسرائیل جیسے ملک کی حمایت کر کے امریکی صدر ٹرمپ نے ایک بار پھر واضح کر دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ مگر افسوس ان مسلم حکمرانوں پر جو حقیقی معلومات کے باوجود دیگر مسلم ممالک کو زیر کرنے اور اس کی طاقت کو ختم کرنے کے لیے امریکی صدر کے چوکھٹ پر اپنے سروں کو رگڑتے ہیں۔ واضح رہے کہ رمضان المقدس کے شروع ہونے سے چند دن قبل ہی اسرائیل نے فلسطین پر راکٹ چھوڑنے کا الزام لگاتے ہوئے تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے جس میں اب تک ۲۹ ر سے زائد فلسطینی شہید ہو چکے ہیں، گرچہ کہ اسرائیل نے جنگ بندی کا اعلان کیا ہے لیکن ماضی کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی اس طرح کے معاہدے ہوئے سب سے پہلے اس معاہدے کو اسرائیل کے درندوں نے ہی توڑا ہے۔ اس لیے اسرائیل پر کسی بھی معاملہ میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ گزشتہ چند سالوں میں جب بھی ماہ رمضان کے ایام ہوتے ہیں تو اسرائیل کی طرف سے فلسطینیوں پر مظالم کا سلسلہ بڑھا دیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ ماہ رمضان میں بھی جاری رہتا ہے۔ ایسے وقت میں جب کہ مسلمانوں کی تمام تر توجہ اپنی عبادت کی طرف ہوتی ہے تو عین انہی دنوں میں مسلمانوں کو مزید ستانے اور زیادہ سے زیادہ تنگ کرنے کے لئے ان پر مختلف قسم کے ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں اور ان کی زندگی کے ساتھ ساتھ ان کے خاص ایام عبادت کو اجیرن بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس سال بھی ماہ صیام ایک ایسی حالت میں فلسطینیوں پر سایہ فگن ہوا ہے کہ اس مقدس شہر کے باشندے دوہرے مصائب اور سخت مشکلات کا شکار ہیں، ایک طرف اسرائیلی فوج کی بربریت اور دوسری طرف روزمرہ کی اشیاء کی آسمان چھوتی اور ہوش ربا قیمتیں۔ رمضان المبارک کے مقدس ماہ میں روزہ داروں کو پریشان کرنے کے لیے جگہ جگہ ناکہ بندی کر دی جاتی ہے، شہریوں کو نہ صرف دوسری پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ اسرائیل کی جانب سے معاشی پابندیوں نے بھی بری طرح جکڑ رکھا ہے۔ اشیائے خورد ونوش کی مصنوعی قلت کر کے چیزوں کو مہنگا کر کے بیچا جاتا ہے جو عموماً فلسطینیوں کے پہنچ سے دور ہوتی ہیں۔ عالم اسلام کے لیے یہ لمحات انتہائی تکلیف دہ ہیں، ایک طرف اس قدر مقدس مہینہ اور دوسری طرف فلسطین میں اسرائیل کے مظالم کسی طور پر تھمنے کا نام نہ لے رہے ہیں۔ اس پر نام نہاد انسانی حقوق کا واویلا مچانے والا امریکہ ظالم اسرائیل کی حمایت میں پورے طور پر میدان میں کود پڑا ہے۔ مسئلۂ فلسطین بہت بڑا انسانی المیہ ہے جسے یہودیوں کے بے پناہ سرمایے اور سامراج کے شیطانی کردار نے جنم دیا ہے۔ مسلم دنیا اس وقت انتشار اور خانہ جنگیوں کے دلدل میں بری طرح پھنسی ہوئی ہے مستقبل قریب میں روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی کہ عالم اسلام کو اس مردود اور انسانیت سے عاری سفاک قوم سے نجات مل سکے۔ یہ بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ فلسطینیوں کو اپنی آزادی کے لیے جن دو اسلامی ملکوں ایران اور سعودی عرب سے مدد کی توقع ہے، انہوں نے یمن اور شام کی صورت میں پراکسی جنگیں چھیڑ رکھی ہیں۔ اس ''تماشا'' میں عالم اسلام کے بھاری مادی وسائل ضائع ہو رہے ہیں جبکہ روس اور مغرب کا اسلحہ دھڑا دھڑ بک رہا ہے۔ اگر خطے حکمرانوں کے دل میں فلسطینیوں کے لیے ذرا سی بھی ہمدردی ہے تو انہیں فوری طور پر باہمی اختلاف ختم کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اسرائیل کے معاملہ میں مؤثر پالیسی وضع کرنی ہوگی، ایسی صورت میں عالم اسلام کو چاہیے کہ وہ فلسطینی بھائیوں کی ہر ممکن مدد کریں اور انہیں اپنی مقبول دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی غیبی نصرت فرمائے اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچا دے۔

انعام واکرام کا دن

عبد الرشید نعمانی

شوال کا چاند نظر آیا، یہ ہلال عید ہے، صبح ہوئی یہ عید کا دن ہے، خوشیوں کی بہار ہے، پورا مسلم سماج نئے کپڑوں میں ملبوس ہے، ہر فرد ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد پیش کر رہا ہے، آج سے ٹھیک ایک ماہ پہلے ماہ شعبان کی آخری شام کو مسلم معاشرہ کا ہر فرد ماہ رمضان المبارک کے چاند کے دیدار کے لیے مغربی افق پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا، رمضان المبارک کا استقبال کرنے کے لیے ہر چھوٹا اور بڑا پوری طرح تیار تھا، جیسے ہی چاند نظر آیا سارا معاشرہ خوشی کے قمقموں سے جگمگا اٹھا، روزہ، تراویح اور سحری کی تیاریاں شروع ہو گئیں، ماہ رمضان کے آخری دن شام کے وقت پھر نگاہیں افق مغرب پر لگی ہوئی تھیں۔ ہلال عید کے نمودار ہوتے ہی ماہ رمضان المبارک رخصت ہوا، جدائی، ماہ رمضان کی جدائی۔

یہ ماہ مبارک اپنی رحمتوں، فضیلتوں اور برکتوں کے ساتھ جدا ہو رہا تھا، روزہ داروں کے آنکھوں میں غم وخوشی کے آنسو تھے، غم اس لیے کہ ماہ رمضان جدا ہو رہا ہے، اب پتہ نہیں آئندہ سال یہ ہمیں نصیب ہوگا یا نہیں اور خوشی اس لیے کہ اپنے رب کے حکم کے مطابق پورے مسلم معاشرے نے روزہ اور قرآن کا حق ادا کرنے کی کوشش کی اپنے رب کی رضا کی خاطر بھوک، پیاس کی تکلیف اور خواہشات نفسانی کو قابو میں رکھنے کا اہتمام کیا، اللہ کی عظیم نعمت قرآن مجید کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے روزوں کی تکمیل کی، اب مسلم معاشرہ اپنی زندگی کے نئے سنگ میل میں قدم رکھ رہا ہے، ایک ماہ کی تربیت نے ایک نیا عزم اور نیا حوصلہ دیا، اللہ کی اطاعت وتابعداری اور پوری زندگی کو قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھالنے کے عزم صمیم کے ساتھ آگے بڑھنے کا احساس بیدار ہوا۔ اللہ اس احساس کو زندہ اور پائندہ رکھے۔

ایک ماہ کی تربیت : اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری خطبہ میں ماہ رمضان کی تربیت کا ایک مکمل نقشہ پیش کر دیا تھا، آپؐ نے اس پورے ماہ مبارک کو مسلمانوں کے لیے تربیت کا مہینہ قرار دیا تھا۔ مسلم سماج کا ہر عاقل، بالغ اور تندرست فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت رات کی میٹھی نیند سے منہ موڑ کر صبح صادق سے پہلے خلاف عادت کھا پی رہا ہے، ہر ایک کو سحری کا حکم دیا گیا، صبح صادق کے بعد کھانا پینا حرام ہوا، اب دن بھر ہر روزہ دار بھوک، پیاس اور نفسانی خواہشات پر قابو رکھنے کا اہتمام کر رہا ہے، دن کے کسی لمحہ میں بھی کتنے ہی اعلیٰ قسم کے کھانے اور مشروبات سامنے آجائیں کیا مجال کہ ایک لقمہ یا ایک گھونٹ بھی حلق سے نیچے اتر جائے، گندے خیالات سے دور رہنے کا پورا اہتمام ہو رہا ہے، ہر شخص کوشش کر رہا ہے کہ کوئی ایک کام بھی ایسا نہ ہو جو اللہ کی ناراضگی کا باعث بنے، آفتاب کے غروب ہونے پر کھانا اور پانی حلال ہے، افطار کے وقت روزہ دار کو خوشی حاصل ہوتی ہے اس کا اندازہ روزہ دار ہی کر سکتا ہے، اللہ کے نبیؐ نے فرمایا: ''روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، ایک افطار کے وقت دوسری اس وقت جب وہ میدان حشر میں اپنے رب سے ملے گا، افطار کے بعد دن بھر کی تھکن دور بھی نہیں ہوئی تھی کہ عشاء کی اذان ہوگئی، مسجد سے بلاوا آگیا روزہ دار سوئے مسجد روانہ ہوئے، عشاء کی فرض نماز کے بعد اب تراویح میں پورا قرآن سننے کا اہتمام ہو رہا ہے۔ روزہ دار ادب واحترام کے ساتھ کمر بستہ کھڑے ہیں، نظم اور ڈسپلن کا عالم ہے، پورے مہینہ میں کم از کم ایک بار پورا قرآن مجید ہر روزہ دار کو ضرور سننا چاہیے۔ تراویح کی نماز ختم ہوئی آرام کرنے کو جی چاہ رہا ہے، میٹھی نیند کے چند ہی گھنٹے گزرے تھے کہ سحری کا وقت آگیا، پورا معاشرہ نیند سے بیدار ہوا، سحری کھائی جا رہی ہے، سحری کا وقت ختم ہوتے ہی کھانا پینا بند، چوبیس گھنٹے کا یہ تربیتی پروگرام مسلسل ایک ماہ جاری رہا، رمضان کی طاق راتیں آگئیں، ترغیب دی گئی کہ ان طاق راتوں میں زیادہ سے زیادہ جاگ کر اپنے رب کی عبادت کر کے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

صدقۂ فطر، زکوٰۃ، خیرات اور سخاوت کا سلسلہ جاری رہتا ہے کہ معاشرہ کا کوئی فرد اس ماہ مبارک میں اپنی ضروریات کی تکمیل سے محروم نہ رہ جائے، تربیت کا یہ عظیم نقشہ جس سے پورے معاشرہ کو گزارا جاتا ہے تاکہ معاشرہ اسلامی تعلیمات کا علمبردار بن سکے۔

عید کادن : ہلال عید کے دیدار سے مسلم معاشرہ میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی، ہر چھوٹا بڑا اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے لیے بے چین ہے، پاک وصاف ہو کر نئے کپڑے زیب تن کر کے عید گاہ کے جانب رواں دواں ہیں، فرحت وشادمانی ہر ایک چہرے پر نمایاں ہے، پورا ماحول شاداں وفرحاں ہے کیوں نہ ہو یہ انعام کا دن ہے، نبیؐ نے فرمایا: ''جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو فرشتے راستوں کے کناروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے مسلمانو! اپنے رب کی طرف چلو جو بڑا اکرم کرنے والا ہے، جو بھلائی کی باتیں بتاتا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے، پھر اس پر بڑا انعام دیتا ہے۔ تمہیں قیام لیل (رات میں کھڑے ہونے) کا حکم دیا گیا تو تم نے راتمیں نمازیں پڑھیں اور دن میں روزے رکھے اور تم نے اپنے رب کی اطاعت کی پس تم اپنے رب سے انعام حاصل کر لو جب مسلمان عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے بے شک تمہارے رب نے تمہاری مغفرت فرمائی، تم کامیابی کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹو، یہ انعام کا دن ہے اور آسمان میں اس کو یوم الجائزہ (انعام کا دن) کہا جاتا ہے'' (طبرانی)۔

انعام اور خوشیاں کن کے لیے؟: یہ انعام اور عید کی خوشی درحقیقت ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے اس ماہ تربیت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ روزے رکھے، اپنا جائزہ واحتساب کرتے رہے، نیکیوں کو انجام دینے اور بھلائیوں کے فروغ کے لیے کوشاں رہے، سماج کے کمزور اور مالی دشواریوں سے دوچار افراد کی حتی المقدور مدد کرتے رہے، رشتہ داروں کی خبر گیری کا احساس رہا، وہ اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے میں مصروف رہے، جنہوں نے عزم کیا اب پوری زندگی میں دین کے تقاضوں کو پورا کریں گے اور قرآن مجید کو اپنی رات دن کی زندگی میں نافذ کریں گے، اللہ کے حکم کو بلند کرنے اور قرآن اور اس کے دین کو زمین پر غالب وقائم کرنے کے لیے فکرمند رہیں گے، سچی بات یہ ہے کہ یہ خوشیاں روایتی تہوار اور سالانہ جشن کے طور پر نہیں حاصل ہوتیں، یہ خوشیاں اس بات کا تقاضہ کرتی ہیں ایک بندہ مومن کی پوری زندگی اپنے رب کی اطاعت کے لیے ہو۔ ''میری نماز میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے'' (الانعام)

خوشی کی ایک اہم وجہ: عید کی خوشی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ماہ رمضان المبارک کے روزے اللہ کے ایک بہت بڑے انعام کے شکرانے کے طور پر رکھے جاتے ہیں، وہ انعام اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے ماہ رمضان المبارک میں نازل فرمایا، یہ کتاب دنیا کے تمام انسانوں کے لیے تاقیامت ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ ہے، انسانوں کی انفرادی، واجتماعی زندگی کے تمام معاملات ومسائل کے لیے مشعل راہ ہے، معاشرت ومعیشت تہذیب وتمدن، سیاست وقیادت اور حکمرانی کے تمام اصول وضوابط پر مشتمل ہے، اللہ کی اس عظیم نعمت پر تمام مسلمان ہر سال مالک حقیقی کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس کتاب ہدایت پر خود پورے طور پر عمل کریں اور دنیا اور اپنے ملک کے انسانوں کے سامنے اسے اپنے قول وعمل سے پیش کرنے اہتمام کریں، عید کی یہ خوشی دراصل ایسے مسلمانوں کے لئے ہے جو اپنے اندر یہ عزم وحوصلہ پیدا کریں کہ وہ اس کتاب مبین کو اپنے ملک اور دنیا کے انسانوں تک پہنچانے کا اہتمام کریں گے۔

اہل ایمان کی ذمہ داری : عید کا دن اہل ایمان کو یاد دلاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی اللہ کی تابعداری واطاعت میں گزاریں، ان کی زندگیاں قرآن وسنت کی منہ بولتی تصویریں بن جائیں اور ایک ہی رنگ میں جو اللہ کا رنگ ہے رنگ جائیں، آج ہمارے ملک اور دنیا میں جو انتشار، جنسی بے راہ روی، رشوت ستانی، بداخلاقی اور بدامنی ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ اس امت نے اپنی ذمہ داری کو فراموش کر دیا ہے، دنیا تاریکی کے گہرے گڈھے میں گرتی جا رہی ہے، قرآن مجید کی نوری کرنوں سے دنیا کی تاریکی اور تیرگی کو ختم کیا جا سکتا ہے، ماہ رمضان کی تربیت نے یہ احساس اجاگر کیا ہے کہ یہ امت اللہ کے احکامات پر خود عمل کرے اور دوسروں کو بھی اس پر ابھارے، جو لوگ اس کام کو انجام دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا حامی وناصر ہوتا ہے، تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے اپنے اس فرض کو ادا کرنے کے لیے قدم بڑھایا انہیں اللہ کی نصرت حاصل ہوئی، اللہ کا ارشاد ہے: ''ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ'' اللہ کا مددگار بننا اس دنیا میں انسان کے شرف ومجد کی انتہاء ہے، اللہ کے انصار وہ ہیں جو اللہ کے پیغام کو بے کم وکاست دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں، انسانوں کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لاتے ہیں، کراہتی ہوئی انسانیت کے درد کا درماں بنتے ہیں، آج ایسے لوگوں کی دنیا کو شدید ضرورت ہے جو قرآن مجید کے علم کو لے کر آگے بڑھیں، ہلال عید ہمیں یہ پیغام دے گیا کہ رمضان کی یہ خوشیاں عارضی نہ ہوں قرآنی تعلیمات کو فراموش نہ کیا جائے اور ماہ مبارک کی تربیت کے اثرات ہماری پوری زندگی میں اس طرح رچ بس جائیں کہ ان سے ہمیں دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل ہو۔

۲۹/رمضان کو چاند دیکھنے کا اہتمام کریں

قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ مولانا عبدالجلیل قاسمی نے ۲۹ رمضان المبارک کو عید الفطر کا چاند دیکھنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے، کیوں کہ اس پر ہماری بہت ساری دینی عبادات کی بنیاد ہے۔ عام طور پر لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام نہیں کرتے اور جو لوگ دیکھتے ہیں وہ بروقت شہادت نہیں دیتے، جس کی وجہ سے رویت ہلال کے اعلان میں تاخیر ہوتی ہے۔ اس طرح کے حالات سے ممکنہ حد تک بچنے اور رویت ہلال کے نظام کو زیادہ سے زیادہ فعال، مربوط ومستحکم اور بہتر بنانے کے لیے صوبہ بہار، جھارکھنڈ، اڈیسہ اور بنگال کے مختلف شہروں، صدر مقامات، قصبوں اور علاقوں میں امارت شرعیہ کی طرف سے ۶۵/مقامات پر دارالقضاء اور امارت شرعیہ کے ذیلی دفاتر اور ۹/ہزار بستیوں میں امارت شرعیہ کی تنظیمیں قائم ہیں اور وہاں نقباء نائبین نقباء اور صدر وسکریٹری متعین ہیں جو چاند دیکھنے والوں کی شہادت قلمبند کریں گے۔ خبروں کی فراہمی اور ترسیل کے لیے امارت شرعیہ کے متعدد موبائل نمبرات بھی حاصل کر لیے گئے ہیں۔ اس موقع پر مذکورہ صوبوں کے علاوہ ملک کے دوسرے صوبے مثلاً کلکتہ، لکھنؤ، کانپور، دہلی، بنارس، گلبرگہ شریف، حیدرآباد، ممبئی، دیوبند، بنگلور، میسور گجرات، آسام، بھوپال وغیرہ کے ذمہ داران رویت ہلال کمیٹی سے بھی رابطہ قائم کیا جاتا ہے۔ اور عام مسلمانوں کے نام اپیل شائع کر کے اس بات کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے کہ وہ چاند دیکھنے کے بعد مقامی ذمہ دار اور علماء وقضاۃ کرام کے پاس حاضر ہو کر شہادت دیں اور ذمہ دار حضرات حصول شہادت کے بعد اپنے نتیجوں اور فیصلوں کی اطلاعات مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو جلد از جلد دیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ آنے والا ہے اس لیے تمام مسلمانوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مورخہ ۲۹/رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۴/جون ۲۰۱۹ء روز منگل کو چاند دیکھنے کا خصوصی اہتمام کریں اور جب چاند نظر آجائے تو دوسروں کو بھی دکھلائیں اور بلا تاخیر اس کی شہادت مقامی ذیلی دارالقضاء کے قضاۃ، وہاں کے نقباء اور صدر سکریٹری کے سامنے پیش کریں اور مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے مندرجہ ذیل موبائل کے ذریعہ رابطہ قائم کریں۔

0612-2555668,2555351,2555280,7903621729
9334127964-9576970600-7091218397-9431878184
-9852020820-9471867660-9801877662-9431619558-8540891038-
9472077552-7903442188-9661319653-8298651630

شب قدر کو پانے کے لیے اعتکاف سے بہتر عمل کوئی نہیں

امارت شرعیہ کے جماعت خانہ میں ختم قرآن کی مجلس سے نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی کا خطاب(مرتب :مولانا محمد منہاج عالم ندوی)

رمضان المبارک میں تراویح کی نماز کا خاص مقام ہے اللہ کو پانے کے لیے تراویح کی نماز بہت بڑی نماز ہے، یہ رمضان کے چاند سے لیکر عید کا چاند دیکھنے تک پڑھی جاتی ہے، آج تراویح کی نماز میں مکمل قرآن ختم ہوا،لیکن تراویح کی نماز پڑھی جاتی رہے گی ،اور جس رغبت ودلچسپی کے ساتھ آپ نے اب تک نماز پڑھی ہے اللہ سے دعاء کریں کہ اسی رغبت کے ساتھ پڑھتے رہیں کیونکہ اگر رغبت باقی رہی شوق رہا جستجو باقی رہی ،جہنم کی آگ کو بجھانے کی بے چینی باقی رہی جنت پالینے کا شوق غالب رہا تو سمجھا یہ جائے گا کہ جواب تک ہماری عبادت تھی تو وہ واقعتاً عبادت رہی ،رمضان کا پہلا عشرہ ختم ہوا دوسرا شروع ہوچکا ہے ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہم نے اپنے اللہ کو کتنا پایا، ہم میں سے ہر شخص کو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے کہ ہمارے اندر ایمانی حرارت کتنی پیدا ہوئی ،اگر اللہ کی معرفت ہمیں حاصل ہوئی تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اگر نہیں تو ہمیں توبہ کرنا چاہئے اور بہت رونا ،گڑگڑانا چاہئے کہ یہ اس گناہ کا اثر ہے جس کے بارے میں اللہ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ انسان جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک کالا دھبہ پڑ جاتا ہے ،دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا دھبہ پڑ جاتا ہے تیسرا کرتا ہے تو تیسرا دھبہ پڑ جاتا ہے اگر توبہ کر لیتا ہے تو وہ سیاہ دھبہ ختم ہو جاتا ہے اگر نہیں تو گناہوں کی نحوست کی وجہ سے آہستہ آہستہ اس کا پورا دل کالا ہو جاتا ہے، پھر حق باتیں اچھی نہیں لگتی عبادتوں میں اسے لذت نہیں ملتی ،۱۳؍دن رمضان کے گذرنے کے بعد بھی ہمارے اندر خشیت نہیں پیدا ہوئی تو اب بھی موقع ہے اللہ کے سامنے رونے گڑگڑانے کا اس لیے اپنے مولیٰ سے مانگ لیں ،اپنے اللہ کو راضی کر لیں اپنے گناہوں کو دھلوالیں اور یہ جاننا چاہیے کہ میرا گناہ کم ہے اللہ کی مغفرت بہت بڑی ہے، ہم جتنے گناہ گار ہیں یقیناً بہت بڑے گناہ گار ہیں مگر ہم جس کے ماننے والے ہیں ہم جس سے معافی مانگ رہے ہیں اس کی ستاری وغفاری ہمارے گناہوں سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے عرش پر ایک تختی ہے اس پر لکھا ہوا ہے’’ان رحمتی سبقت علی غضبی ‘‘میری رحمت میرے غضب پر بڑھی ہوئی ہے اس لیے ہمیں سوچنا چاہیے کہ ابھی بھی رمضان کا بڑا حصہ باقی ہے اور آنے والے حصہ ہی میں شب قدر اور اعتکاف ہے، ہماری عبادتوں میں اب کبھی بھی کمی نہیں ہوگی بلکہ اضافہ ہی ہونا چاہئے اگر اضافہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ ہماری گذشتہ عبادتیں اور روزے قبول ہوئے تراویح اور دعائیں قبول ہوئیں۔

رمضان کے مہینے میں رحمت خداوندی ہمیشہ برستی ہے، بس ہمیں چاہئے کہ اس کی رحمت بٹور لیں اگر کوئی کہے کہ نہیں رحمت کا نزول نہیں ہورہا ہے تو یہ غلط ہے بالکل اسی طرح کہ دھوپ نکلی ہوئی ہے، سورج روشن ہے اور کوئی کہے کہ نہیں سورج روشن نہیں ہے تو ان کا قصور ہے جیسا کہ کسی نے کہا:

آنکھیں اگر ہوں بند تو پھر دن بھی رات ہے ☆☆☆ اسمیں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا

بس ضرورت ہے کہ دل کے دروازے کو کھولیے اور کھول کر اللہ سے مانگیں اور مانگتے وقت یہ ذہن میں رہے کہ میرا اللہ تو وہ ہے جو مانگنے والے سے خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے والے سے ناراض ہوتا ہے، مانگتے وقت اپنے گناہوں کا بھی خیال رہے اور یہ بھی یاد رہے کہ میرے اللہ نے بڑے بڑے مجرموں کو بخشا ہے بنی اسرئیل کا بڑا ہی مشہور واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے ۹۹؍آدمیوں کا قتل کیا ہے اب اس کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوا کہ میں نے بہت بڑا جرم کیا ہے میری معافی کیسے ہوگی اب وہ تلملا اٹھا اب اس نے توبہ کرنے کی سوچی اور ایک بزرگ عالم دین کے پاس گیا اور اس سے سارا واقعہ بیان کیا کہ میں نے زندگی میں بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں میں نے ۹۹؍آدمیوں کا قتل کیا ہے’’فھل لی التوبۃ‘‘ کیا میرے لیے توبہ کا دروازہ ہے؟ تو اس نے کہا: تم نے ۹۹؍آدمیوں کا قتل کیا جاؤ تمہارے لیے کوئی توبہ نہیں ہے تو اس نے کہا جب اتنا گناہ ہوگیا کہ میرے لیے بخشش کے سارے دروازے مقفل ہیں تو لاؤ ۱۰۰؍کی تعداد بھی مکمل کر دی جائے اور پھر اس آدمی نے اس عالم کو بھی قتل کر کے ۱۰۰؍کا ہندسہ بھی پورا کرلیا، مگر اندر سے خشیت الٰہی کی چنگاری روشن ہوچکی تھی اور اللہ کا ڈر پیدا ہوگیا تھا، فکر آخرت کی سوچ میں وہ ڈوب چکا تھا کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے حاضر ہوں گا؟ اور ان کو کیا جواب دیں گے وہ سوچ رہا تھا کہ کوئی اللہ والا مجھے ملتا جو اللہ کی راہ پر ڈال دیتا اور کوئی ایسی راہ بتاتا کہ گناہوں کے اندھیروں سے نکل صراط مستقیم پر آجاتا، اسے بتایا گیا کہ فلاں بستی میں ایک آدمی ہے وہاں چلے جاؤ اس آدمی سے ملنے کے ارادہ سے وہ نکلتا ہے مگر راستہ میں ہی اس کی وفات کا وقت ہو جاتا ہے اب اس کے بعد نیکی اور بدی کے دونوں فرشتے آتے ہیں اور دونوں چاہتے ہیں کہ اس کی روح ہم نکالیں کہ اس پر میرا حق ہے اب ان دونوں فرشتوں نے اپنی اپنی باتیں اللہ کے سامنے رکھی تو اللہ نے حکم دیا کہ اس کی زمین کی پیمائش کرلو اگر اس نے اپنے گھر سے زیادہ راستہ طے کرلیا اور اللہ والے کی طرف کا راستہ قریب ہوگیا تو روح نیکی والے فرشتے نکالیں گے اور اگر یہ اپنے گھر سے زیادہ قریب ہے تو اس کی روح بدی والے فرشتے نکالیں گے ،مگر جب اللہ کسی کو بخشنے پہ آتا ہے تو کسی نہ کسی بہانے اس کی مغفرت فرما دیتا ہے،’’رحمت حق بہانہ می جوید‘‘ اللہ نے زمین کو سکڑ جانے حکم دیا اور اس کی دوری گھر سے زیادہ اور اللہ والے کے گھر سے قریب ہوگئی ، پھر نیکی والے فرشتے نے اس کی روح نکالی اور جنت میں جگہ عطا فرمائی۔ اس لیے میرے بھائیو! توبہ کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو معاف فرمانے کے ساتھ ساتھ اس کی پردہ پوشی بھی کرتا ہے، ایک آدمی دوسرے کی غلطیوں کو درگذر نہیں کرتا اور اس کی غلطیوں پر پردہ نہیں ڈالتا مگر میرے خالق ومالک نے کیسے کیسے گناہوں پر پردہ ڈال رکھا ہے، تنہائیوں میں غور کیجئے ! پھر بھی اللہ سے لو نہیں لگایئے گا تو بڑی محرومی ہوگی ، اگر اللہ ہمارے عیب کو کھول دے تو اللہ کی قسم اس روئے زمین پر ہم چلنے قابل بھی نہ رہیں ،مگر میرے اللہ نے ہمارے کیسے کیسے گناہوں پر پردہ ڈالا ہے سوچیے اور اس کی بندگی کی زندگی اختیار کیجئے ۔موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ بارش نہیں ہورہی تھی لوگ پریشان تھے نماز استسقاء کے لیے اپنی قوم کو لیکر ایک جگہ جمع ہوئے اور خوب گڑگڑائے مگر بارش نہیں ہوئی بلکہ بادل دھیرے دھیرے آسمان سے صاف ہوگیا بارش ندارد، موسیٰؑ نے کہا: اے اللہ آج تیری رحمت ہم سے دور ہے، ہر ایک اپنے گھر سے نکلے ہوئے ہیں کیا بچے، کیا بوڑھے، پھر بھی بارش نہیں ہورہی ہے تو اللہ نے کہا: اس مجمع میں ایک ایسا شخص ہے جو چالیس سال سے گناہوں کے ذریعہ مجھ سے بغاوت پر اترا ہوا ہے، وہ جب تک اس مجمع میں ہے اس وقت تک بارش نہیں ہوگی ،موسیٰؑ نے اعلان کیا کہ کون ہے وہ شخص جو ۴۰؍سال سے اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے جس کی وجہ سے بارش نہیں ہورہی ہے، اللہ کی مخلوق پر رحم کرتے ہوئے نکل جاؤ تاکہ بارش ہوجائے وہ شخص سمجھ گیا کہ اور خاموشی کے ساتھ دعائیں کرنے لگا کہ اے مولیٰ اب تک آپ نے ہمارے گناہوں کو چھپایا تھا اگر ہم اس مجمع سے نکلیں گے تو اس زمین پر رہنے کے ہم تو قابل بھی نہیں ٹھیریں گے، لوگ سمجھ جائیں گے کہ یہی وہ شخص ہے جس کی وجہ سے اللہ بارش نہیں نازل فرما رہا ہے، اس نے دل ہی دل میں اللہ سے عہد وپیمان کیا کہ مولیٰ اب تیری نافرمانی نہیں کریں گے اور اس نے سچی توبہ کرلی اور پھر بادل منڈلانے لگا اور موسیٰؑ پریشان ہوگئے کہ ابھی تو میں نے اعلان کیا اور کوئی نکلا بھی نہیں اور بارش ہونے لگی ،لوگ تو مجھے غلط سمجھیں گے، اللہ نے فرمایا: موسیٰ ایسی بات نہیں ہے میرے اس بندے نے چپکے چپکے مجھ سے معاہدہ کرلیا ہے کہ میں اب نافرمانی نہیں کروں گا اس لیے اب بارش ہوگی ۔موسیٰ نے فرمایا: اللہ اس کی پہچان کرا دیجئے اللہ نے فرمایا: موسیٰ جس وقت وہ نافرمان تھا اس وقت تو اس کو چھپایا اور اب جب کہ اس نے سچی پکی توبہ کرلی ہے تو میں کیسے اس کا راز کھول دوں ؟ واقعۃ میرا اللہ بہت مہربان ہے کہ اس نے ہمیں ہماری نافرمانی کے باوجود ہمیں زمین پر باقی رکھا ہے، وہ مجھے کھلاتا ہے پلاتا ہے، اور عزت دے رہا ہے، ہمیں اپنے گناہوں پر ندامت ہونی چاہئے۔

رمضان کے جو بقیہ دن ہیں وہ بہت ہی قیمتی ہیں ہوتا یہ ہے کہ شروع میں رغبت ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ ختم ہوتا چلا جاتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے بلکہ اب اس میں اضافہ کرنا چاہئے کیونکہ اب تو کم سے کم دن بچے ہیں، اپنی عبادت پر زور لگانا چاہیے، ہم سب کو تراویح کی نماز کا پابند ہونا چاہئے ،دعاء کا اہتمام کرنا چاہئے ،اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اللہ کو اپنی عبادتوں سے راضی نہیں کرالیا تو اس سے بڑا محروم القسمت کوئی نہیں ، بلکہ وہ حدیث تو مشہور ہے جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسجد میں پہلے زینہ پر پیر رکھا تو فرمایا آمین دوسرے پر رکھا تو فرمایا آمین تیسرے پر رکھا تو پھر فرمایا آمین، صحابہ کرامؓ حیرت میں پڑ گئے کہ آپ کا معمول تو ایسا کبھی نہیں رہا کہ آپ نے اس موقع سے آمین کہی ہو تو صحابہ کرام نے پوچھا کہ میں نے آپ سے آج وہ چیز دیکھی ہے جو آج سے قبل کبھی نہیں دیکھی معاملہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاملہ یہ ہوا کہ جب میں ممبر پر خطبہ دینے کے لیے گیا تو جبرئیل امین میرے سامنے آئے اور کہا کہ ہلاک وبرباد ہو وہ شخص جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو یا ان دونوں میں سے کسی کو پایا اور ان کی خدمت کرکے اپنے کو جنت کا مستحق نہ بنالیا ہو، تو اس کی بددعاء پر میں نے کہا آمین، میں نے دوسرے زینہ پر پیر رکھا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہلاک وبرباد ہوجائے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی مغفرت نہ کروالی تو میں نے کہا: آمین، تیسرے پر جب قدم رکھا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہلاک وبرباد ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر خیر ہو اور وہ مجھ پر درود وسلام نہ بھیجے۔ یہ تین بددعائیں جبرئیلؑ نے دی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر آمین کی مہر لگا کر اس کو اور بھی مضبوط بنا دیا گویا اگر ہم اپنے مولیٰ کو راضی نہ کرسکے اور جہنم کی آگ کو نہیں بجھا سکے تو ہم سے بڑا محروم کوئی نہیں ،رمضان المبارک کے بقیہ دن اور زیادہ اہم ہیں اس کی ایک رات میں قرآن کرین کا نزول ہوا جو شب قدر ہے جس میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے کی راتوں میں عبادت کرنے سے زیادہ ہے، ہمیں اس رات کو عبادت میں گذارنا چاہئے اور شب قدر کے قدردانوں کے لیے اعتکاف سے بہتر کوئی چیز نہیں رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام کا معمول رہا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی قربت اور رمضان المبارک کے فیوض وبرکات اور اس کی عبادات نصیب فرمائے آمین یارب العالمین۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں ،موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah

Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

عراق میں آئی ایس کے حملے میں دو ہلاک، پانچ زخمی

عراق کے صلاح الدین صوبہ میں اسلامک اسٹیٹ کے دہشت گردوں کے حملے میں نیم فوجی فورس کے حشد الشعبی کے ایک رکن اور ایک خاتون کی جمعہ کو موت ہوگئی۔صوبائی پولس کے کمانڈر خلیل الباجی نے بتایا کہ آئی ایس دہشت گردوں نے صلاح الدین صوبہ کی راجدھانی تکریت کے شمال میں واقع الجویا کے نزدیک سلامتی فورسوں کی ایک چوکی پر حملہ کیا۔(یواین آئی)

ٹریسامے ۷؍جون کو استعفیٰ دیں گی

برطانیہ کی وزیراعظم ٹریسامے نے جمعہ کو اعلان کیا کہ وہ آئندہ ماہ ۷؍جون کو استعفیٰ دے دیں گی۔محترمہ ٹریسامے پارلیمنٹ میں اپنی تقریر کے آخر میں جذباتی ہوگئیں اور ان کی آنکھیں نم ہوگئیں۔انہوں نے کہا کہ ’’ہماری سیاست دباؤ میں ہوسکتی ہے لیکن اس ملک کے لئے بہت کچھ اچھا ہے، اس پر ہمیں بہت فخر ہے۔‘‘ انہوں نے کہا کہ ’’میں جلد ہی عہدہ چھوڑ دوں گی، جو میری زندگی کا سب سے باعزت عہدہ ہے، میں جس ملک سے محبت کرتی ہوں اس کی شکرگزار رہوں۔‘‘(یواین آئی)

کاٹھمنڈو میں نقلی ہندوستانی کرنسی کے ساتھ تین پاکستانی سمیت چھ افراد گرفتار

نیپال کی راجدھانی کاٹھمنڈو کے بین الاقوامی تری بھون ہوائی اڈے سے جمعہ کو قطر ائرلائنس سے سات کروڑ سے زیادہ کی نقلی ہندوستانی کرنسی کے ساتھ تین پاکستانی شہریوں سمیت چھ افراد کو گرفتار کیا گیا۔ہوائی اڈے میں تعینات نیپال پولس کے ایس ایس پی سندیپ بھنڈاری نے بتایا کہ گرفتار ملزموں میں تین پاکستانی شہری ہیں۔جن کے نام اختر محمد، محمد انور اور ناصر ہیں۔(یواین آئی)

عرب اتحاد کی فوج کے ہوائی حملے میں ۲۰۱۵ء سے اب تک تیرہ ہزار سے زیادہ افراد ہلاک

یمن میں حوثی باغیوں کی وزارت صحت کے ترجمان یوسف ہادری نے کہا ہے کہ سعودی عرب کی قیادت والی فوج کے حملوں میں ۲۰۱۵ء سے اب تک تیرہ ہزار سے زیادہ افراد مارے گئے ہیں۔مسٹر ہادری نے کہا کہ ہمارے اعداد وشمار کے مطابق عرب اتحاد کے ذریعے یمن میں کی گئی بمباری کی وجہ سے ۵۲۰۰۰؍افراد متاثر ہوئے ہیں۔جن میں سے کم ازکم ۱۳۲۵۰؍افراد مارے گئے ہیں۔(یواین آئی)

پاکستان میں ماہ رمضان میں چوتھا بڑا دھماکہ، مسجد کو بنایا گیا نشانہ،۲؍ افراد ہلاک

پاکستان کے شہر کوئٹہ کی ایک مسجد میں ۲۴؍مئی کو ایک زبردست بم دھماکہ میں ۲؍افراد کے ہلاک اور درجنوں افراد کے زخمی ہونے کی خبر ہے، بتایا جاتا ہے کہ دھماکہ نمازِ جمعہ کے وقت ہوا۔زخمیوں میں کچھ کی حالت سنگین بھی بتائی جارہی ہے۔یہ دھماکہ رمضان کے مہینے میں چوتھا بڑا بم دھماکہ ہے، جس میں لوگوں کی ہلاکت کی تعداد تین یا اس سے زیادہ رہی۔دھماکہ کی وجہ کیا تھی اس کا فی الحال کچھ پتہ نہیں لگ سکا ہے اور نہ ہی کسی تنظیم نے اس دھماکے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔واضح رہے کہ اس سے قبل رمضان کے مہینے میں ہی تین بڑے دھماکے پاکستان میں ہوچکے ہیں۔ پہلا دھماکہ دوسرے رمضان یعنی ۸؍مئی کو ہی لاہور کے مشہور صوفی درگاہ داتا دربار میں ہوا تھا جہاں سیکورٹی میں لگے ایلیٹ فورس وین کو نشانہ بنایا گیا تھا۔یہ خودکش حملہ تھا جس میں ۵؍پولیس اہلکار مارے گئے تھے۔دوسرا بڑا دھماکہ اسی دن قلعہ عبداللہ میں ہوا تھا جس میں ولی خال اچاک زئی نامی ایک قبائلی لیڈر سمیت تین لوگ ہلاک ہوئے تھے۔تیسرا بم دھماکہ ۱۳؍مئی کو نماز تراویح کے وقت ہوا تھا جب بلوچستان کے ضلع کوئٹہ میں واقع ایک مسجد کے قریب پولس اہلکاروں کو نشانہ بنایا گیا۔اس دھماکہ میں ۴؍پولس اہلکاروں کی موت ہوئی تھی جب کہ گیارہ افراد زخمی ہوئے تھے۔(قومی آواز)

پہلی مرتبہ عربی مصنفہ کو ملا ’’مین بکر انٹرنیشنل پرائز‘‘، جوخۃ الحارثی نے جیتا ’’دِل اور دماغ‘‘

۲۰۱۹ء کا بین الاقوامی شہرت یافتہ ادبی انعام مین بکر انٹرنیشنل پرائز عمان کی باشندہ جوخۃ الحارثی کو ان کی عربی زبان میں لکھی ناول ’’سیدات القمر‘‘ کے لیے ملا ہے اس کا انگریزی ترجمہ مارلین بوتھ نے ’’سیلسٹیل باڈیز‘‘ کے نام سے کیا ہے۔جوخۃ الحارثی نے ’’مین بکر انٹرنیشنل پرائز‘‘ حاصل کر نہ صرف عربی زبان کی پہلی مصنفہ ہونے کا اعزاز حاصل کیا بلکہ وہ عمان کی بھی پہلی مصنف یا مصنفہ ہیں جنھیں یہ اعزاز حاصل ہوا۔ابھی تک عربی زبان کے کسی مصنف کو یہ ایوارڈ نہیں ملا تھا اس لیے جیسے ہی جوخۃ الحارثی کو یہ اعزاز دینے کا فیصلہ کیا گیا، پوری دنیا میں ان کی تعریفیں ہونے لگیں۔خصوصی طور پر عمان میں ادبی حلقہ کے درمیان کافی جوش وخروش دیکھنے کو مل رہا ہے۔’’سیدات القمر‘‘ عربی زبان میں لکھی ناول ہے، اس کتاب کی کہانی تین بہنوں اور ایک ریگستانی غلام کی ہے جو غلامی کی اپنی تاریخ سے باہر نکل کر پیچیدہ جدید دنیا کے ساتھ تال میل بنانے کی جدو جہد کرتا ہے۔ایک ویب سائٹ نے لکھا ہے کہ یہ ناول عمان کے نوآبادیاتی ارتقائی دور سے قبل کی کہانی بیان کرتا ہے۔کتاب کے تعلق سے ایوارڈ پینل میں شامل اور مورخ بٹینی ہگس نے کہا کہ ’’جس ناول کو اس سال کے مین بکر پرائز کے لیے منتخب کیا گیا ہے اس نے دِل اور دماغ دونوں جیت لیا۔‘‘(قومی آواز)

جاپان کا ایرانی قیادت کے ساتھ میٹنگ کا منصوبہ نہیں

جاپان کا امریکہ اور ایران کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی ماحول میں ایرانی قیادت کے ساتھ میٹنگ کرنے کا کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ایرانی وزیرخارجہ محمد جواد ظریف نے اپنے جاپانی ہم منصب ٹاروکونو اور جاپانی وزیراعظم شنزو ابے سے ملاقات کرنے کے لیے پچھلے ہفتہ ٹوکیو کا دورہ کیا تھا۔مسٹر ابے نے اس دوران ایران کے وزیرخارجہ کے ساتھ میٹنگ میں ایران کے نیوکلیائی معاہدے پر عمل کرنے کے تعلق سے امید ظاہر کی اور یہ اس بات کا اعادہ کیا کہ ایران کے ساتھ جاپان اپنا دوستانہ رشتہ قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے اور مضبوط کرے گا۔(یواین آئی)

بزنس روزگار وغیرہ

شری رام کی مورتی کے لیے دوسو کسانوں سے خریدی جائے گی زمین

ایودھیا میں شری رام کی ۲۲۱؍میٹر کی دیوہیکل مورتی لگانے کے لیے اتر پردیش کی حکومت نے میرا پور دوآبہ مانجھا میں تقریباً دوسو کسانوں سے کل ۲۸ء۲۸ ہیکٹیر زراعتی زمین خریدنے کا فیصلہ کیا ہے، اس علاقہ کی زراعتی زمین کا سرکل ریٹ کم ازکم چوراسی لاکھ اور زیادہ سے زیادہ ایک سو پچاسی لاکھ روپئے فی ہیکٹیر ہے۔شہری علاقہ کے کم ازکم ریٹ کے حساب سے دوگنے دام پر زمین ایکوائر کرنے کا ضابطہ موجود ہے۔مجوزہ زمین کی قیمت تقریباً ۵۵؍کروڑ روپئے سے زیادہ ہونے کا اندازہ لگایا جارہا ہے۔مجوزہ زمین میں ۶۸؍مکان اور ۵۱۷؍درخت ہیں۔کل مکانوں کی قیمت ۲۴ء۱۰؍کروڑ روپئے اور فی درخت ۵؍لاکھ روپئے کا تخمینہ پہلے ہی لگایا جاچکا ہے۔اس وقت کے ڈی ایم انیل کمار ۳؍جنوری کو محکمہ سیاحت کے نائب چیف سکریٹری کو لکھے اپنے خط میں زمین کے بیعانہ کے طور پر ۲۸؍کروڑ روپیہ کا تخمینہ پیش کرچکے ہیں اور اپنی تجویز سپرد کردی ہے، ڈی ایم کے تخمینہ میں مکان اور دخت کی رقم ملا کر کل ۳۸؍کروڑ روپئے ہوتے ہیں، مقامی سیاحتی افسر برج پال سنگھ کا کہنا ہے کہ ڈیڑھ کروڑ روپئے ٹوکن منی مل چکی ہے۔زمین ایکوائر کرنے کے قانون کے تحت زمین خریدی/ ایکوائر کی جائے گی۔زمین خریدنے کے لیے ڈی ایم کی قیادت میں ایک کمیٹی بھی تشکیل پاچکی ہے، جس کے سکریٹری برج پال سنگھ ہیں۔اسسٹنٹ اکاؤنٹ آفیسر اور ایس ڈی ایم صدر کمیٹی کے ممبران ہیں۔(دینک جاگرن ۱۸؍مئی ۲۰۱۹ء)

مارچ ۲۰۱۹ء میں آٹھ لاکھ ۲۷؍ہزار نئے ملازمین ای پی ایف او سے منسلک ہوئے

ایمپلائز فرووڈنٹ فنڈ آرگنائزیشن (ای پی ایف او) سے مارچ ۲۰۱۹ء میں آٹھ لاکھ ۲۷؍ہزار ۴۲؍نئے ملازم منسلک ہوگئے ہیں۔جمعہ کے روز جاری سرکاری اعداد وشمار کے مطابق اپریل ۲۰۱۸ء سے مارچ ۲۰۱۹ء کی مدت کے دوران ایک کروڑ ۳۷؍لاکھ ۸۸؍ہزار ۳۳۴؍نئے ملازمین ای پی ایف او سے جڑ گئے ہیں۔اسی طرح سے ملازمین ریاست انشورنس کارپوریشن (ای ایس آئی سی) سے مارچ ۲۰۱۹ء میں ۱۱؍لاکھ ۳۸؍ہزار ۷۷۶؍نئے ملازمین منسلک ہوئے ہیں۔(یواین آئی)

ہندوستانی وفد نے بشکیک میں ایس سی او کے ماس میڈیا فورم میں شرکت کی

شنگھائی تعاون تنظیم (ایس سی او) کے دوسرے ماس میڈیا فورم کا انعقاد ۲۳؍سے ۲۶؍مئی ۲۰۱۹ء تک کرغستان کے بشکیک میں ہورہا ہے۔اطلاعات ونشریات کی وزارت کا ایک وفد، جس میں ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل جناب ٹی وی کے ریڈی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر جناب انکور لاہوتی شامل ہیں، فورم میں ہندوستان کی نمائندگی کررہا ہے۔فورم کا افتتاح جمہوریہ کرغستان کے صدر جناب ایس جیمبیکو نے کیا۔(یواین آئی)

صارف کو ذہنی ایذا رسانی پہنچانے کے لئے بینک پر دس ہزار کا جرمانہ

راجستھان کے جھنجھنو میں ضلع صارف منچ نے صارف کے کھاتے میں جمع روپئے دینے سے انکار کرنے پر بینک پر دس ہزار روپئے ذہنی ایذا رسانی کے اور تین ہزار تین سو روپئے تنازعات کا خرچ دینے کا حکم دیا ہے۔صارف دھیرج کمار نے ۱۰؍نومبر ۲۰۱۶ء کو بچت کھاتہ بینک آف راجستھان جھنجھنو میں کھلوایا تھا۔بعد ازاں اس بینک کا انضمام آئی سی آئی سی آئی میں ہوگیا۔متاثرہ صارف نے بتایا کہ پڑھائی کے سلسلے میں جے پور جانے کی وجہ سے پانچ ماہ تک اپنے کھاتے میں کوئی لین دین نہیں کیا۔یکم نومبر ۲۰۱۶ء کو کھاتے سے روپئے نکالنے گیا تو بینک افسران نے رقم دینے سے انکار کردیا۔ضلع صارف منچ نے دونوں فریقوں کی دلیلیں سننے کے بعد بینک کو صارف کے کھاتے میں جمع ۲۹۳۱؍روپئے، اس رقم پر بینک کے ضابطے کے مطابق رقم کی ادائیگی تک سود، دس ہزار ذہنی ایذا رسانی اور تین ہزار تین سو روپئے مقدمہ کا خرچ دینے کا حکم دیا۔(قومی آواز)

مرکز کے پاس ایئر انڈیا کا تقریباً چھ سو کروڑ روپے بقایہ: آر ٹی آئی

اقتصادی بحران سے جوجھ رہے ایئر انڈیا کی کل بقایہ رقم کا تقریباً ۵۰؍فیصدی حصہ یعنی کہ 297.08 کروڑ روپے پی ایم او کے پاس بقایہ ہے۔وزارت دفاع پر 212.19 کروڑ روپے اور وزارت خارجہ پر 66.94 پر کروڑ روپے کا بقایہ ہے۔اقتصادی بحران سے دوچار ایئر انڈیا جہاں ایک طرف پیسہ اکٹھا کرنے کے لئے جائیداد بیچ رہی ہے، وہیں دوسری طرف اس کمپنی نے ایک آر ٹی آئی کے تحت بتایا ہے کہ ۳۱؍مارچ تک حکومت ہند کے پاس ایئر انڈیا کا 598.55 کروڑ روپے بقایہ ہے۔بقایہ رقم کا زیادہ تر حصہ جہاز کے رکھ رکھاؤ سے متعلق ہے۔ ۱۷؍مئی ۲۰۱۹ء کو ای میل کے ذریعے آر ٹی آئی کا جواب حاصل کرنے والے سبکدوش کموڈور لوکیش بترا نے کہا کہ ۲۰۰۸ء کی ادائیگی ابھی بھی زیر التوا ہیں۔بترا نے ۳؍مئی کو آر ٹی آئی دائر کیا تھا اور دو ہفتے کے اندران کو جواب ملا۔(دی وائر)

کانگریس کے خلاف دائر پانچ ہزار کروڑ روپے کے ہتک عزت کا مقدمہ واپس لیں گے انل امبانی

انل امبانی کے ریلائنس گروپ نے کانگریسی رہنماؤں اور نیشنل ہیرالڈ پر کئے گئے پانچ ہزار کروڑ روپے کے ہتک عزت کے معاملے کو واپس لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ریلائنس گروپ نے ہتک عزت کا یہ معاملہ رافیل معاملے میں بیان دینے اور ایک مضمون شائع کرنے پر کیا تھا۔ریلائنس گروپ کی تین کمپنیوں؛ ریلائنس ڈفینس، ریلائنس انفراسٹرکچر اور ریلائنس ایرواسٹرکچر نے کانگریسی رہنماؤں؛ سنیل جاکھڑ، رندیپ سنگھ سرجے والا، اُمان چانڈی، اشوک چوہان، ابھیشیک منوسنگھوی، سنجے نروپم اور شکتی سنگھ گوہل کے ساتھ کچھ صحافیوں اور نیشنل ہیرالڈ کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ کیا تھا۔ریلائنس گروپ کے وکیل راسیس پاریکھ نے بتایا، ہم نے مدعا علیہ کو اس بات سے واقف کرا دیا ہے کہ ہم ان کے خلاف دائر ہتک عزت کے معاملے کو واپس لینے جارہے ہیں۔(دی وائر)

ہفتۂ رفتہ

مسلمان اپنے اندر ہمت، عزم اور حوصلہ پیدا کریں: حضرت امیر شریعت

۲۰۱۹ء لوک سبھا انتخابات کے نتائج پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ انتخابات کے نتائج سب کے سامنے ہیں، جو ہونا تھا ہو چکا، اور کوئی شبہ نہیں کہ آنے والے دنوں میں حالات تشویش ناک رخ اختیار کر سکتے ہیں، لیکن اہل ایمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی صبر واستقامت کی راہ پر چلیں، اور مایوسی وناامیدی کا شکار نہ ہوں، ہمارے بڑوں اور بزرگوں نے بہت سوچ سمجھ کر اس ملک میں رہنے کا فیصلہ کیا ہے اور ہم اس فیصلے پر قائم ہیں، ہم اس ملک میں اپنے تمام تر تشخصات کے ساتھ رہیں گے، حالات کے دباؤ میں دین وایمان کے کسی چھوٹے سے چھوٹے سے حصے سے دست بردار ہونے کے لیے ہم تیار نہیں ہیں۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ ماضی میں مسلمانوں پر اس سے بھی زیادہ سخت حالات آچکے ہیں، اور ایسا دور بھی گذرا ہے کہ جب چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا تھا، لیکن پھر اللہ پاک نے اندھیریوں کے درمیان اجالے کی کرن ظاہر فرمائی، اب بھی تمام اہل ایمان کو اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہئے، اور ایمان ویقین اور اچھے اعمال کی راہ پر آگے بڑھنا چاہئے، اس جذبے کے ساتھ کہ آنے والے چیلنجز کا ہم پوری ہمت، عزم اور حوصلے کے ساتھ مقابلہ کریں گے، اور توحید کی امانت کے ساتھ زندہ رہیں گے اور اسی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوں گے۔

افطار عبادت ہے، اسکا سیاسی استعمال درست نہیں: حضرت امیر شریعت

روزہ دار کو افطار کرانا بڑا ثواب کا کام ہے، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، مگر روزہ خوروں اور سیاسی لیڈروں اور افسروں کے افطار کرانے سے روزہ اور افطار کا استحصال ہوتا ہے، اس سے روزہ اور افطار دونوں کی روحانیت کمزور ہوتی ہے، خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے ان خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ مہینہ عبادتوں کا موسم بہار ہے، اس میں پورے اخلاص، للّٰہیت اور دلجمعی کے ساتھ خدا کو یاد کرنا چاہئے، اور دکھاوا سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہئے، خاص کر اس نامناسب رسم سے جو افطار پارٹی کی شکل میں حال کے برسوں میں مسلم معاشرہ میں چل پڑی ہے، اس طرح افطار کا موقعہ ایک نیم سیاسی تفریحی شغل بن جاتا ہے، بعض جگہ محرمات بھی افطار کا حصہ بنتے ہیں، اور شرعی حدود کو توڑ کر اور افطار کے وقت کا لحاظ رکھے بغیر بھی افطار پارٹی ہوتی ہے۔ حضرت امیر شریعت نے کہا کہ افطار عبادت ہے اور عبادت کو تفریح بنانا اور اس کا سیاسی استعمال کرنا صاحب ایمان کی غیرت ایمانی کو چیلنج ہے، کچھ مخصوص قسم کے لوگ اس کو پارٹیوں، وزیروں، افسروں اور نمایاں لوگوں سے ملاقات کا زینہ بناتے ہیں، افطار کو اللہ کے حضور میں حاضری کا زینہ بنانا چاہئے، افطار پارٹیوں کو قومی یکجہتی کا ذریعہ سمجھ لینا بھی غلط ہے، قومی یکجہتی عبادتوں میں شریک کرکے نہیں ہوسکتی ہے، عبادت کی بنیاد یقین پر ہے، سیاست پر نہیں، اگر کوئی غیر مسلم مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور مسلمان چرچ میں پہونچکر عیسائیوں کا طریقہ اپنائے، تو یہ بے یقینی اور بے ایمانی ہے، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ روزہ اور افطار کو سیاسی استحصال کا ذریعہ نہ بننے دیں۔ اور دینی اعمال کو آلائشوں سے پاک رکھیں اور یہ واضح کردیں کہ مومن کی بصیرت ان چیزوں کو قبول نہیں کرتی۔ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی نے کہا کہ رمضان المبارک اس طور پر گذارنا چاہئے کہ رمضان المبارک کے بعد بھی اسلام مسلمانوں کے اعمال سے جھلکے اور لوگوں کو محسوس ہو کہ اللہ کا بندہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شیدائی جارہا ہے، انہوں نے دس دن، آٹھ دن اور پانچ دن میں تراویح پڑھ لینے اور پورے ماہ تراویح نہ پڑھنے کے رواج کو بھی غلط بتایا۔ انہوں نے کہا کہ یہ عام مزاج ہو چلا ہے کہ لوگ پانچ دن دس دن میں ایک ختم قرآن سن لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کی ذمہ داری ختم ہوگئی، حالانکہ تراویح میں ایک ختم قرآن مجید کا سننا الگ سنت ہے اور پورے رمضان تراویح پڑھنا الگ سنت ہے، دونوں مستقل سنت ہے اور بحیثیت مسلمان ہمیں دونوں سنتوں اور نعمتوں سے سرفراز ہونا چاہیے۔ پورے مہینہ تلاوت اور تراویح کا اہتمام اسلام کے نظام تربیت کا اہم حصہ ہے۔ مولانا رحمانی نے کہا کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں مسجد میں قمقمے لگانا، روشنی کا اہتمام کرنا اور گلیوں میں نعت پڑھتے گھومنا انسانی ذوق تو ہوسکتا ہے دینی ضرورت نہیں، دینی ضرورت مسجدوں کو قمقموں سے سجانا اور گھروں میں چراغاں کرنا نہیں ہے، دینی ضرورت طاعتوں اور عبادتوں سے دلوں کو روشن کرنا ہے۔

اسدالدین اویسی اور اعظم خان سمیت ۲۷/مسلم نمائندے پہونچے پارلیامنٹ

لوک سبھا الیکشن ۲۰۱۹ء کے نتائج کا اعلان ہو چکا، بی جے پی کی قیادت والی این ڈی اے نے کانگریس کی قیادت والی یو پی اے کو شکست فاش دے کر ۳۵۳/سیٹیں اپنے نام کرلیں، جس میں تنہا بی جے پی کی ۳۰۲/سیٹیں ہیں، کانگریس کو محض ۵۲/سیٹیں اور یو پی اے کو صرف ۹۲/سیٹوں پر سمٹ جانا پڑا۔ اور اس طرح بی جے پی ایک بار پھر مکمل اکثریت کے ساتھ حکومت بنانے میں کامیاب ہوگئی، اس بار الیکشن میں مسلم ارکان پارلیامنٹ کی تعداد میں معمولی اضافہ ہوا ہے، اس بار پورے ملک سے ۲۷/مسلم ارکان منتخب ہوکر پارلیامنٹ پہونچے، جس میں ایم آئی ایم کے صدر بیرسٹر اسدالدین اویسی لگاتار چوتھی بار حیدرآباد سے کامیاب ہوئے جبکہ ان کی ہی پارٹی کے سید امتیاز جلیل اورنگ آباد مہاراشٹر سے کامیاب ہوئے، قابل ذکر ہے کہ چالیس سال کے بعد اس سیٹ پر کسی مسلم امیدوار کو کامیابی ملی۔ بہار میں یو پی اے اتحاد کے واحد رکن کی حیثیت سے کشن گنج سے ڈاکٹر محمد جاوید کامیاب ہوئے، ذیل میں کامیاب ہونے والے سبھی مسلم نمائندوں کی فہرست دی جارہی ہے۔

۱۔ بارپیٹا آسام سے عبدالخالق (انڈین نیشنل کانگریس) ۲۔ ڈھبری سے مولانا بدرالدین اجمل (اے آئی یو ڈی ایف) ۳۔ بہار کے کھگڑیا سے چودھری محبوب علی قیصر (لوجپا) ۴۔ کشن گنج سے ڈاکٹر محمد جاوید (انڈین نیشنل کانگریس) ۵۔ جموں وکشمیر کے انت ناگ سے حسنین مسعودی (جے کے این سی) ۶۔ بارہ مولا سے محمد اکبر لون (جے کے این سی) ۷۔ سری نگر سے فاروق عبد اللہ (جے کے این سی) ۸۔ کیرالہ کے الاپوزا سے ایڈووکیٹ اے ایم عارف (سی پی آئی ایم) ۹۔ مالاپورم سے پی کے کونالی کٹی (آئی یو ایم ایل) ۱۰۔ پونانی سے ای ٹی محمد بشیر (آئی یو ایم ایل) ۱۱۔ لکش دیپ سے محمد فیصل پی پی (این سی پی) ۱۲۔ مہاراشٹر کے اورنگ آباد سے سید امتیاز جلیل (اے آئی ایم آئی ایم) ۱۳۔ پنجاب کے فرید کوٹ سے محمد صادق (انڈین نیشنل کانگریس) ۱۴۔ تمل ناڈو کے رام ناتھ پورم سے کے نواس کانی (آئی یو ایم ایل) ۱۵۔ تیلنگانہ کے حیدرآباد سے بیرسٹ اسد الدین اویسی (اے آئی ایم آئی ایم) ۱۶۔ اتر پردیش کے امروہہ سے کنور دانش علی (بی ایس پی) ۱۷۔ غازی پور سے افضال انصاری (بی ایس پی) ۱۸۔ مرادآباد سے ڈاکٹر ایس ٹی حسن (ایس پی) ۱۹۔ رام پور سے محمد اعظم خان (ایس پی) ۲۰۔ سہارن پور سے حاجی فضل الرحمٰن (بی ایس پی) ۲۱۔ سنبھل سے ڈاکٹر شفیق الرحمٰن برق (ایس پی) ۲۲۔ مغربی بنگال کے آرام باغ سے اپوروا پوڈّار عرف آفرین علی (ترنمول کانگریس) ۲۳۔ بشیر ہاٹ سے نصرت جہاں روحی (ترنمول کانگریس) ۲۴۔ جنگی پور سے خلیل الرحمٰن (ترنمول کانگریس) ۲۵۔ جنوبی مالدہ سے ابوحسن خان چودھری (انڈین نیشنل کانگریس) ۲۶۔ مرشدآباد سے ابوطاہر خان (ترنمول کانگریس) ۲۷۔ الوبیریا سے ساجدہ احمد (ترنمول کانگریس)

محمد عادل فریدی

وزیر اعظم نریندر مودی کا ملک کی جمہوریت کو قائم رکھنے کا عزم

وزیر اعظم نریندر مودی نے لوک سبھا الیکشن میں این ڈی اے کی شاندار کامیابی کے بعد عوام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے عوام نے فقیر کی جھولی بھر دی ہے، انہوں نے نئی دہلی میں واقع بی جے پی ہیڈ کوارٹر میں بی جے پی کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے جمہوریت کو قائم رکھنے کے عزم کا اعادہ کیا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ بد نیتی اور برے ارادے سے کوئی کام نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں حکومت بھلے ہی اکثریت کی ہو لیکن ملک اتفاق رائے سے چلتا ہے، پانچ سال میں اگر سبھی سیاسی پارٹیاں ساتھ مل کر ملک کی ترقی کے لیے کام کریں تو ملک کو ترقی کی راہ پر آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔ وزیر اعظم نے سیکولرزم کے نام پر سیاست کرنے والوں کو بھی نشانہ بنایا اور کہا کہ ۲۰۱۴ء سے ۲۰۱۹ء آتے آتے سیکولرزم کے دعوے داروں نے بولنا بند کردیا، اس انتخاب میں ایک بھی سیاسی پاٹی سیکولرزم کا نقاب پہن کر عوام کو گمراہ نہیں کرسکی۔ انہوں نے ۲۰۱۴ء کے الیکشن سے بڑھ کر کامیابی ملنے پر پارٹی ورکروں، این ڈی اے کے ساتھیوں اور ملک کی عوام کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ ۲۰۲۴ء تک ہندوستان ایک مضبوط ملک بن کر ابھرے گا۔ انہوں نے کہا کہ اب اس ملک میں صرف دو ہی ذاتیں ہوں گی ایک غریب اور دوسری غریبوں کو غریبی سے نجات دلانے والی، ہمیں دونوں کو مضبوط کرنا ہے۔ انہوں نے حقیقی فاتح عوام کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ وہ امکانات کو لے کر آگے بڑھیں گے اور ماضی کو نہیں دیکھیں گے۔

قاری محمد ہاشم کی والدہ کی رحلت

نہایت ہی رنج وغم اور افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جارہی ہے کہ جھارکھنڈ کے ضلع کوڈرما کے موضع بیسوڈیہہ کے ممتاز حافظ وقاری جناب قاری محمد ہاشم صاحب کی والدہ محترمہ مختصر علالت کے بعد ۱۸/مئی ۲۰۱۹ء کو رب ذوالجلال سے جا ملیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، ان کی عمر ۹۰/سال کے قریب تھی، گرچہ وہ عمر طبعی کو پہونچ چکی تھیں، مگر ان کا سائی شفقت بسا غنیمت تھا، مرحومہ ایک دیندار اور خوش اخلاق خاتون تھیں، جسمانی نقاہت وضعف کے باوجود نمازوں کا اہتمام، ذکر وتلاوت کثرت سے کرتی تھیں، اور اپنے بچوں اور بچیوں کو بھی اسی نہج پر تعلیم وتربیت سے آراستہ کرتی رہیں، ماشاء اللہ انہوں نے اپنے دولڑکے کو عالم وحافظ قرآن بنایا، جو پورے خاندان کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئے، مرحومہ نے ضیافت ومہمان نوازی خاندانی ورثے میں پائی تھی، اکابر امارت شرعیہ سے عقیدت مندانہ تعلق تھا، بلاشبہ ان کے وصال سے خاندان میں ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے، مرحومہ کے پسماندگان میں چھ لڑکوں اور تین لڑکیوں کے علاوہ کئی پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ مرحومہ مولانا ممتاز احمد مینیجر مکتبہ امارت شرعیہ کی رشتہ دار تھیں، اس سانحہ سے انہیں دلی صدمہ پہونچا، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند کرے اور تمولانا موصوف اور ان کے اہل خانہ نیز قاری محمد ہاشم صاحب، مولانا حیدر عالم قاسمی اور تمام اہل خانہ کو صبر وثبات کی توفیق دے قارئین نقیب سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

چار ججوں کے حلف لینے کے ساتھ ہی سپریم کورٹ کی خالی سیٹیں مکمل

سپریم کورٹ کے چیف جسٹس رنجن گوگوئی نے جمعہ کو چار نئے ججوں کو عہدہ اور رازداری کا حلف دلایا، اس کے ساتھ ہی عدالت عظمیٰ میں ججوں کی مجموعی تعداد ۳۱/ہوگئی جو مقررہ تعداد کے برابر ہے۔ جسٹس گوگوئی نے عدالت عظمیٰ کے دیگر ججوں کی موجودگی میں جسٹس بی آر گوئی، جسٹس سوریہ کانت، جسٹس انورودھ بوس اور جسٹس اے ایس بوپنا کو حلف دلایا۔ ان کے حلف لینے کے ساتھ ہی عدالت عظمیٰ میں ججوں کی تعداد کافی طویل مدت کے بعد مقررہ تعداد (۳۱) کے برابر ہوگئی ہے۔ ایسا تقریباً نو سال کے بعد ہوا ہے۔ صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند نے گذشتہ بدھ کو چاروں ججوں کے پروموشن کے سلسلے میں سپریم کورٹ کولیجئم کی سفارشات کو منظوری دی تھی۔ اس سے قبل مرکزی حکومت نے جسٹس بوس اور جسٹس بوپنا کے پروموشن کے سلسلے میں کولیجئم کی سفارشات کو واپس بھیج دیا تھا۔ لیکن کولیجئم نے ان کے نام دوبارہ بھیجے تھے جس کے بعد مرکز کو ان کی فائل صدر کے پاس بھیجنی پڑی تھی۔ حکومت نے سینئریٹی کا حوالہ دے کر جسٹس بوس اور جسٹس بوپنا کی سفارش پر کولیجئم کو پھر سے غور کرنے کے لئے کہا تھا۔ (یو این آئی)

سورت میں ایک عمارت میں آگ سے ۱۷/طلبہ ہلاک، ۱۷/زخمی

گجرات میں سورت شہر کے سرتھانہ علاقے میں جمعہ کو ایک عمارت کے ٹیوشن کلاس روس میں اچانک زبردست آگ لگ گئی۔ اس حادثے میں ۱۷/طالب علموں کی موت ہوگئی اور ۱۷/دیگر زخمی ہوگئے۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے اس حادثے پر اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ دکھ کی اس گھڑی میں ان کے اہل خانہ کے ساتھ ہیں اور امید کرتے ہیں کہ زخمی اور جھلسے ہوئے لوگ جلد ٹھیک ہوجائیں گے۔ انہوں نے گجرات حکومت اور مقامی افسران سے متاثرہ لوگوں کو ہر ممکنہ امداد کرنے کے لئے کہا ہے۔ ریاستی حکومت نے مرنے والوں کے اہل خانہ کو چار چار لاکھ روپے امدادی رقم دینے کا اعلان کیا ہے، وزیر اعلی وجے روپانی نے جانچ کے احکام دیئے ہیں اور تین دن میں حادثے کی رپورٹ پیش کرنے کے لیے کہا ہے۔ (یو این آئی)

مختلف یونیورسٹیوں اور مدارس کے فارغین کے لیے

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی جانب سے ووکیشنل کورسیز میں داخلہ لینے کا سنہرا موقع

Golden Opportunity For admission in Various Vocational Courses From Imarat Sharia Phulwari Sharif, Patna

کورسیز COURSES

☆ بیچلر آف کمپیوٹر اپلیکیشن (BCA) ☆ بیچلر آف بزنس ایڈمنسٹریشن (BBA) ☆ بیچلر آف جرنلزم اینڈ ماس کمیونیکیشن (BJMC)

☆ بیچلر آف لائبریری انفارمیشن سائنس (BLIS) ☆ ڈپلوما ان اورینٹل لائبریرین شپ (DOL) ☆ ڈپلوما ان اکاؤنٹینسی فار پنچایتی راج انسٹی ٹیوشن (PRIs)

اہلیت (آرٹس/سائنس/کامرس میں کم از کم ۴۵/فیصد نمبرات کے ساتھ بارہویں یا مساوی امتحان پاس (مدرسہ بورڈ سے مولوی پاس)، ایک سالہ بیچلر آف لائبریری سائنس کے لیے گریجویشن پاس ہونا یا عالم پاس ہونا ضروری)

Eligibilty(+2 or equivalent in Arts/Science/commerce with minimum 45% marks, For BLIS candidate should passed graduation)

سالانہ کورس فیس (Yearly Course Fees): بی سی اے (BCA)-/8500، بی بی اے (BBA)-/7250، بی جے ایم سی (BJMC)-/700

ڈی او ایل (DOL)-/3500، بیچلر آف لائبریری سائنس (BLIS)-/5500

امارت انسٹی ٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ الیکٹرونکس امارت شرعیہ کمپلیکس پھلواری شریف، پٹنہ-801505

Imarat Institute of Computer & Electronics Imarat Shariah Complex Phulwari Sharif, Patna-801505

مولانا سہیل احمد ندوی
سکریٹری آئی آئی سی ای

عرفان احمد
پرنسپل آئی آئی سی ای

رابطہ کریں (Contact): 9507494137,9431838323,9304109387
ای میل (E-mail) imarattrust@rediffmail.com

امارت پبلک اسکول رانچی و گریڈیہ میں جدید داخلے جاری

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کے زیر انتظام جھارکھنڈ کی راجدھانی رانچی و ضلع گریڈیہہ میں امارت پبلک اسکول کے نام سے دو اسکول قائم ہیں اور تعلیم جاری ہے۔ان دونوں اسکولوں میں سی بی ایس ای کے نصاب کے مطابق ماہر اساتذہ کے ذریعہ معیاری تعلیم دی جاتی ہے، ساتھ ہی دینیات اور بنیادی دینی تعلیم نصاب کا لازمی حصہ ہیں، اسلامی ماحول میں بچوں کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔امارت پبلک اسکول گریڈیہ میں ہاسٹل کا بھی نظم ہے۔دونوں اسکولوں میں تعلیمی سال ۲۰۱۹-۲۰۲۰ء کے لیے داخلے جاری ہیں۔

ہمارے اسکول کی خصوصیات:

(۱) اسلامی ماحول میں عصری تعلیم کا معقول انتظام (۲) سی بی ایس ای کے نصاب تعلیم کے مطابق انگلش میڈیم کلاس نرسری تا کلاس ششم تک کی تعلیم
(۳) لڑکیوں کے لئے تیسری کلاس سے پڑھائی کا الگ نظم (۴) چھ سال سے زائد عمر کے بچوں کے لئے ہاسٹل کا نظم
(۵) ہاسٹل میں مقیم بچوں کے لئے اچھے اساتذہ کی نگرانی میں ۲۴/گھنٹے تعلیم و تربیت کا نظم (۶) اچھے اور ماہرین اساتذہ کی خدمات حاصل
(۷) بچوں کے کھیل کود اور ثقافتی پروگرام کے لئے وسیع و عریض میدان (۸) احاطہ اسکول میں مسجد کا انتظام
(۹) قرآن، دینیات، اسلامی تاریخ اور ایمانیات پر خصوصی توجہ (۱۰) طعام و قیام کا شاندار نظم
(۱۱) بچوں کی ذہنی وسعت کے لئے مختلف جگہوں کا سیاحتی سفر (۱۲) کمپیوٹر کی بہترین تعلیم

نوٹ: الحمد للہ ان دونوں اسکولوں نے ایک سالہ قلیل مدت میں تعلیمی میدان میں ایک اچھا اثر چھوڑا ہے۔داخلہ کے خواہشمند حضرات مزید جانکاری کے لئے درج ذیل نمبرات پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

9472077527,7903975634,8709043923

قارئین نقیب کے نام

تمام قارئین نقیب کو عید الفطر کی پرخلوص مبارک باد کے ساتھ ہی یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ رمضان المبارک کا یہ آخری شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس کے بعد آئندہ ہفتہ یعنی ۳/جون کو نقیب کا دفتر بند رہے گا، اس لیے نقیب کا اگلا شمارہ اب ان شاء اللہ عید الفطر کی تعطیل کے بعد شائع ہوگا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کے روزے، تراویح، اعتکاف، صدقات و زکواۃ اور دیگر تمام عبادات واجبہ و نافلہ کو قبول فرمائے، ہم سب کی مغفرت فرمائے اور جہنم سے خلاصی نصیب فرمائے، اور اس عید کے موقع پر سارے عالم کے مسلمانوں کو سچی خوشی و مسرت عنایت کرے، اور امت مسلمہ کی ہر قسم کے شرور و فتن سے حفاظت فرمائے۔ساتھ ہی قارئین نقیب سے یہ بھی گذارش کی جاتی ہے کہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ جو کہ ملت کی وحدت و اجتماعیت، مسلم معاشرہ کی اصلاح، مذہبی و آئینی حقوق کی حفاظت، تعلیم کی اشاعت، دینی و ملی شعائر کی بقا اور خدمت خلق جیسے امور کے لیے مسلسل سرگرم ہے، اور دن بدن اس کا دائرہ کار وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے، اس کے سارے اخراجات آپ جیسے اہل خیر حضرات کے تعاون سے ہی پورے ہوتے ہیں، اس لیے رمضان المبارک کے موقع پر اس ادارہ کا بھرپور مالی تعاون فرمائیں اور اپنے متعلقین کو بھی متوجہ فرمائیں، اپنے صدقات، زکوٰۃ و عطیات کی رقم آپ براہ راست بھی اکاؤنٹ میں بھیج سکتے ہیں:

A/C No:918020107701035, A/C Name: IMARAT SHARIAH, IFSC Code:UTIB0003615, Axis Bank, Phulwari Sharif

"سلوکی اقتصاد" حقیقت کے آئینہ میں......... خود پسندی اور غرور سے منع کیا ہے، کنجوسی کو برا وصف شمار کیا ہے اور اسراف و تبذیر سے بھی باز رہنے کا حکم دیا ہے، اقتصادی معاملات میں احتکار اور تلقی رکبان وغیرہ کی مذمت کی ہے۔یہ ساری ہی تعلیمات ایسی ہیں جو مفروضہ "وکز" کی تدبیروں سے زیادہ عملی اور موثر ہیں اور ان سے اقتصاد سلوکی کا مقصد پورا ہوتا ہے اور اس کے لئے غیر فطری یا غیر مشروع اسباب اختیار کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔یہ حقیقت بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونی چاہئے کہ اسلام کے اقتصادی نظام یا کسب معیشت کے لئے اسلام کی عطا کردہ تعلیمات میں ترغیب و ترہیب کی ایسی شکلیں موجود ہیں جو "وکز" کے جائز مقاصد کو پورا کرنے میں زیادہ کارگر ہیں اور ان قباحتوں سے پاک بھی ہیں جو "Nudge" یا "وکز" کی بعض مروجہ شکلوں میں پائی جاتی ہیں۔

میں نے یہ بات بھی عرض کی کہ اسلامی تاریخ کے عہد زریں میں کار خیر کے لئے وقف کی کئی نئی شکلیں لوگوں نے ایجاد کر لی تھیں، مثال کے طور پر:

- معذوروں اور اپاہجوں کی دیکھ بھال کے لئے مخصوص وقف
- آوارہ کتوں کی خوراک فراہم کرنے کے لئے خصوصی وقف
- لوگوں کے گھروں میں کام کرنے والے بچوں کو برتن وغیرہ ٹوٹ جانے کی صورت میں آقا کے غیظ و غضب سے بچانے اور ڈانٹ ڈپٹ اور زدوکوب سے بچانے کے لئے مخصوص وقف، تاکہ ٹوٹے ہوئے برتنوں کا متبادل فراہم کیا جا سکے۔
- اسپتالوں میں داخل مریضوں کی نفسیاتی راحت پہنچانے کے لئے خصوصی وقف وغیرہ۔

قرآن کریم میں "انفاق عضو" کا حکم دیا گیا ہے، ڈاکٹر یوسف ابراہیم نے اس عنوان سے ایک مختصر سی کتاب بھی لکھی تھی جو زمانہ ہوا قطر سے "کتاب الامۃ" کے سلسلہ وار کتابچوں کے ضمن میں شائع ہوئی تھی اس میں اور دیگر کتابوں میں اصحاب خیر کو کار خیر کی ترغیب کے لئے جو طریقے لکھے گئے ہیں وہ "وکز" کے مقابلہ میں زیادہ موثر اور کارگر ہیں، لیکن بیشتر معاملات میں ہمارا حال وہی ہے جس کی تعبیر شاعر نے کی ہے۔

کالعیس فی البیداء یقتلها الظمأ
والماء فوق ظهورها محمول

یتیم اور بیوہ کی کفالت

مولانا انیس الرحمن قاسمی ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

یتیم سماج کا کمزور حصہ ہوتے ہیں؛ اِس لیے ان کے ساتھ شفقت اور رحم دلی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''کَلَّا بَلْ لَا تُکْرِمُونَ الْیَتِیْمَ o وَلَا تَحَاضُّونَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ'' (سورۃ الفجر: ۱۷-۱۸) (ہرگز نہیں، تم (اتنے بخیل ہو کہ) یتیم کی خاطر داری (اکرام و مدارات) نہیں کرتے اور ایک دوسرے کو مسکین کے کھانا کھلانے پر نہیں ابھارتے ہو۔)

ایک دوسری جگہ یتیموں کے ساتھ بدسلوکی اور محتاجوں سے اعراض کو روز جزاء کے انکار کا نتیجہ وثمرہ قرار دیا گیا ہے؛ یعنی ایسا فعل وہی کرے گا، جو قیامت کا منکر اور عتاب وسزا سے بے پرواہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَرَأَیْتَ الَّذِی یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ o فَذَالِکَ الَّذِی یَدُعُّ الْیَتِیْمَ o وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ''. (سورۃ الماعون: ۱-۲-۳)

(اے پیغمبر! کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو روز جزاء کو جھوٹ قرار دیتا ہے اسی وجہ سے یتیموں کو دھکے دیتا ہے اور محتاجوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا ہے۔)

وہ بچہ، جو شعور وبلوغ کو پہونچنے سے پہلے ہی باپ کے سایہ شفقت ومحبت سے محروم ہو جائے، یتیم کہلاتا ہے، ایسا بچہ پوری اسلامی سوسائٹی کی شفقت ومحبت کا مستحق ہوتا ہے اور مسلمان پر اس کی نگہداشت وپرورش کے ساتھ شفقت ومحبت ضروری ہوتی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''یا موسیٰ! کن للیتیم کالأب الرحیم'' (حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء: ۳/۳۷۵، (اے موسیٰ! یتیم کے لیے مہربان باپ کی طرح بنو۔)

یتیموں کی امداد ودستگیری اور نفقہ کی ذمہ داری اولاً ان کے ایسے قریبی رشتہ داروں پر واجب ہوتی ہے، جو ان کے مال کے وارث ہو سکتے ہیں، اس کے بعد دور کے رشتہ داروں کی ذمہ داری ہوتی ہے اور جس کا کوئی مددگار ومعین نہ ہو، اسلامی حکومت اس کی کفالت وپرورش کا ذمہ دار ہوتی ہے۔ اسلام نے صدقات میں یتیموں کا حق بھی رکھا ہے، صدقات کے علاوہ دوسرے ابواب خیر میں بھی یتیموں کا حصہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''أنا ولی من لا ولی له''. (السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث: ۶۳۲۳)

(جس کا کوئی سرپرست وولی نہ ہو، میں اس کا ولی ہوں۔)

یتیموں کی خبر گیری اور خاطر داری میں اولاً ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنا چاہئے، وہ شخص جو یتیموں کی پرورش وکفالت کرتا ہے، اپنے گھر میں ان کو رکھتا ہے اور اپنے ساتھ کھلاتا ہے، وہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''أنا وکافل الیتیم فی الجنة هکذا وقال بأصبعیه السبابة والوسطی'' (صحیح البخاری، باب فضل من یعول یتیما، رقم الحدیث: ۶۰۰۵)

(میں اور یتیموں کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں (کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی) کی طرح قریب ہوں گے۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے: ''من قبض یتیما من بین المسلمین إلی طعامه وشرابه أدخله اللہ الجنة البتة إلا أن یعمل ذنبا لا یغفر له''۔ (سنن الترمذی، باب ماجاء فی رحمة الیتیم وکفالته) (جو شخص کسی مسلمان یتیم کو اپنے گھر میں رکھ کر کھلائے پلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل کرے گا، بشرطیکہ اس نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا ہو، جو معاف نہ ہو سکتا ہو۔)

یتیموں کی کفالت وپرورش کے بارے میں بکثرت احادیث وارد ہوئی ہیں جس کی بنا پر صحابہ کرام کا طرز عمل یہ تھا کہ ان میں ہر ایک یتیموں کی پرورش میں ایک دوسرے سے سبقت کرتا تھا اور ہر صحابی کا گھر یتیم خانہ بن گیا تھا۔

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ طریقہ تھا کہ اپنے خاندان اور انصار وغیرہ کی یتیم لڑکیوں کو اپنے گھر لا کر پرورش کرتی تھیں''۔ (موطأ الإمام مالک، باب زکاة أموال الیتامیٰ)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے دل کی سختی کی شکایت کرنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''امسح رأس الیتیم وأطعم المسکین''۔ (مسند الإمام أحمد، مسند أبی هریرة) (یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھو، مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔)

اگر یتیم بچہ کو وراثت میں کوئی جائداد ملے تو اولیا کو اس کی مکمل حفاظت ونگرانی کرنی چاہیے، بچہ کی تربیت وتعلیم اور اس کے نفقہ پر خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا چاہیے اور جب وہ عقل وشعور کو پہنچ جائے، اس کا مال اس کے حوالے کر دینا چاہیے، وہ لوگ جو یتیموں کے مال پر ناجائز تصرف کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں، وہ اس دنیا میں درحقیقت انگارے کھاتے ہیں اور اپنے آپ کو دوزخ کی آگ کے لیے تیار کرتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَأْکُلُوْنَ فِی بُطُوْنِهِمْ نَاراً وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا﴾ (سورۃ النساء: ۱۰)

(جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں، وہ انگارے کھاتے ہیں اور وہ عنقریب دوزخ میں جائیں گے۔)

بعض مرتبہ یتیم بچہ خاندانی جائداد کے ترکہ سے شرعاً محروم ہو جاتا ہے؛ کیوں کہ قریب کے رشتہ دار اس کے وارث ہوتے ہیں، اگر ایسا ہو تو قریب کے رشتہ داروں کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ اس مال متروکہ میں سے کچھ حصہ اپنے طور پر ان محروم یتیموں کو بھی دے دیں؛ تا کہ ان کی دل شکنی نہ ہو اور کچھ امداد واعانت ہو جائے۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: ﴿وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُو الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنَ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُوْلُوا لَهُمْ قَوْلاً مَعْرُوفًا﴾ (سورۃ النساء: ۸)

(جب تقسیم میراث کے وقت رشتہ منداور یتیم ومساکین حاضر ہوں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ (کھانے پینے کو) دے دو اور ان کے ساتھ خوبی ونرمی سے بات کرو۔)

یتیموں کے نفقہ اور تعلیم وتربیت کے حکم کے ساتھ اسلام نے یتیم لڑکیوں کی اچھی تربیت اور ان کی شادی کے بارے میں ان کے فلاح وبہبود کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، مثلاً: اچھے صالح شخص کے ساتھ بہتر خاندان میں مناسب مہر کے ساتھ ان کا نکاح کیا جائے، یہ نہ ہو کہ ان کے مال ودولت، یا حسن وجمال کو دیکھ کر ان کی مصلحت کا خیال کئے بغیر ولی خود نکاح کر لے، یا کم مہر پر اپنی ہی اولاد سے نکاح کر دے، نکاح میں دیانت اور فلاح وبہبود کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوا مَاطَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (سورۃ النساء: ۳)

(اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو ان کو چھوڑ کر دوسری عورتوں سے نکاح کرو جو تم کو پسند ہوں۔)

بیوہ عورتوں کی کفالت بھی بڑی نیکی ہے؛ کیوں کہ شوہر کی موت کے بعد بیوہ عورت کی زندگی غم والم اور حسرت ونامرادی کی تصویر بن جاتی ہے، وہ زندگی کی لذتوں اور راحتوں سے محروم ہو جاتی ہے اور اس کا کوئی سہارا نہیں ہوتا ہے، بعض مرتبہ جوانی ہی میں بعض عورتوں کو شوہر کی وفات کا صدمہ اٹھانا پڑتا ہے؛ اس لیے جب کسی خاندان میں کسی عورت کے ساتھ شوہر کی وفات کا حادثہ پیش آئے تو اس کے اعزہ واقارب کو چاہئے کہ سوگ کی شرعی مدت ختم ہونے کے بعد اس کے عقد ثانی کا انتظام کریں اور اس کی شادی کر دیں؛ تا کہ وہ آئندہ کی زندگی عفت وعصمت اور آرام ولطف کی گزار سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ﴾ (سورۃ النور: ۳۲) (اور جو بے نکاح ہوں، ان کا نکاح کر دیا کرو۔)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پہلا نکاح ایک سن رسیدہ بیوہ حضرت خدیجہؓ سے کیا تھا اور ان کے ساتھ اس محبت کی زندگی بسر کی تھی کہ جب تک وہ زندہ رہیں دوسری شادی نہیں کی؛ لیکن بیواؤں کی شادی کا حکم عمومی ہے اور ہر بیوہ عورت کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ لازماً شادی کرے؛ اس لیے اگر کوئی بیوہ اپنے چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں کی تربیت کی خاطر، یا ان کی محبت میں دوسری شادی نہیں کرنا چاہتی ہے اور ان کی پرورش وپرداخت میں عفت وپاکدامنی کے ساتھ عمر بسر کرتی ہے تو وہ عتاب کی مستحق نہ ہوگی؛ بلکہ وہ اپنے عمل کی بنا پر جنت میں اونچے درجات پر فائز ہوگی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''أنا وامرأة سفعاء الخدین کهاتین یوم القیامة وأوما بالوسطی والسبابة، امرأة آمت من زوجها ذات منصب وجمال حبست نفسها علی یتاماها حتی بانوا أو ماتوا''. (صحیح البخاری، باب الساعی علی الأرملة)

(قیامت کے دن مرتبہ میں، میں اور ایسی بیوہ عورت جس کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہو، ان دو انگلیوں (شہادت اور بیچ کی انگلی) کے برابر ہوں گے؛ یعنی وہ حسن جمال اور عزت وجاہ والی بیوی، جو شوہر کے مرنے کے بعد بیوہ ہو جائے اور اپنے یتیم بچوں کی خدمت کے خاطر اپنے کو روکے رکھے، یہاں تک کہ وہ پرورش پا کر اس سے علاحدہ ہو جائیں، یا مر جائیں۔)

بیوہ عورتوں کا ان کے شوہروں کے مال متروکہ میں شرعی طور پر حق پہنچتا ہے، چناں چہ اگر ان کا مہر ادا نہ ہوا تو سب سے پہلے شوہر کے ترکہ میں سے ان کا مہر ادا کیا جائے گا، اس کے بعد اگر شوہر لاولد ہے تو چوتھائی حصہ اور اگر اولاد والا ہو تو آٹھواں حصہ دیا جائے گا۔

بیوہ عورت صرف اپنے اعزہ واقارب ہی کے حسن سلوک کا مستحق نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ بے سہارا بیوہ عورتیں پوری اسلامی سوسائٹی کی ہمدردی کا مستحق ہوتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اعانت ومدد کرنے کو عظیم ترین نیکی جہاد ونماز اور روزہ کے برابر قرار دیا ہے:

'' الساعی علی الأرملة والمسکین کالمجاهد فی سبیل اللّٰه أو کالذی یصوم النهار ویقوم اللیل''. (صحیح البخاری، باب الساعی علی الارملة)

(بیوہ اور مسکین کی مدد کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے، یا اس شخص کی طرح ہے، جو دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات کو نمازیں پڑھتا ہے۔)

دوسری روایت میں رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''بیوہ اور مسکین کی مدد کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے (راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ) یہ اس شخص کی مانند ہے جو نماز سے کبھی نہیں تھکتا ہے اور نہ کبھی روزہ توڑتا ہے''۔ (صحیح البخاری، باب الساعی علی المسکین)

اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی آبادی میں کسی بھی بیوہ، مسکین اور یتیم لڑکے ولڑکی کو بے سہارا نہ چھوڑیں؛ بلکہ ان کی پرورش وپرداخت اور ضروریات کی تکمیل میں مدد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو توفیق دے۔ (آمین)

Volume:57/67,Issue:21 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB *WEEKLY*

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

شام غم لیکن خبر دیتی ہے صبح عید کی
ظلمت شب میں نظر آئی کرن امید کی
(علامہ اقبالؒ)

’’سلوکی اقتصاد‘‘ حقیقت کے آئینہ میں

بدر الحسن القاسمی (کویت)

’’Nudge‘‘ جس کا ترجمہ عربی میں ’’الوکز السلوکی‘‘ کے لفظ سے کیا گیا ہے اور اسے ایک اقتصادی اصطلاح کے طور پر رواج دینے کی کوشش کی جارہی ہے اور جس کے بارے میں جدید اقتصادیات کے علمبرداروں کا تصور یہ ہے کہ اس سے اقتصادی سرگرمیوں میں تیزی آتی ہے اور اس سے صارفین اور صنعتکار سبھی متاثر ہوتے ہیں اور اس سے ان کو اہم فیصلے کرنے میں مدد ملتی ہے۔دنیامین ہر شخص آرام وراحت اور آسودہ حالی کی زندگی گزارنا چاہتا ہے۔

پروڈیکٹر چاہتا ہے کہ اس کی تیار کردہ چیزیں زیادہ چلیں، سپلائی کرنے والے اور کمپنیوں کے مالکان چاہتے ہیں کہ ان کے مال کی زیادہ سے زیادہ سپلائی ہو اور وہ اس سے خوب نفع کما سکیں اور عام خریداروں کی بھی خواہش یہی ہوتی ہے کہ وہ کم خرچ بالا نشیں کا اپنا خواب پورا کرسکیں اور استعمال کی چیزوں سے ان کو خوب راحت وسعادت کی زندگی حاصل ہو۔مغرب سے جو چیز بھی آئے اسے قبول کرنے کے لئے اہل مشرق کا ذہن ودماغ پہلے ہی سے تیار رہتا ہے، چنانچہ اسلامی اقتصادیات سے وابستہ اسکالروں نے اس ’’الوکز السلوکی‘‘ کے لئے زمین ہموار کرنے اور اس کی نقل اتارنے کی کوششیں اپنے یہاں بھی شروع کردی ہے لکچروں اور سمیناروں کے ذریعہ اس مقصد کے لئے مستقل یونٹ کا قیام ہو، اس کے لئے ان کی تگ ودو جاری ہے۔

’’اقتصاد سلوکی‘‘ کو جدید اقتصادیات کی ایک شاخ سمجھنا چاہئے جو درحقیقت ’’علم الاقتصاد‘‘ اور ’’علم النفس‘‘ کے درمیان اشتراک اور دونوں کی آمیزش سے وجود میں آئی ہے یعنی اقتصاد کے فروغ کے لئے نفسیاتی عوامل کا استعمال کرنا وکز سلوکی کہلائے گا۔

’’اقتصاد‘‘ کی دنیا میں بعض دفعہ ایسی تبدیلیاں آتی ہیں جو اچانک پیش آنے والی اور غیر منطقی ہوتی ہیں جس کے نتیجہ میں فرد اور سوسائٹی دونوں کے فیصلے بدل جایا کرتے ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان نفسیاتی عوامل کا جائزہ لیا جائے جو لوگوں کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔دوسرے لفظوں میں ’’اقتصاد سلوکی‘‘ کے لئے ’’علم النفس‘‘ کا اس حیثیت سے استعمال کرنا چاہئے کہ افراد اور اداروں کے فیصلوں پر وہ نفسیاتی عوامل اثر انداز ہوں۔

یعنی ’’وکز‘‘ کا حاصل لوگوں کو ایسے فیصلوں پر ابھارنا ہے جو علم الاقتصاد کے منطقی اصولوں کے قطعی برعکس ہوں اور اس کا اثر پیداوار کی کثرت اور لوگوں کی خوش حالی اور اجتماعی عدالت کی صورت میں ظاہر ہو۔ضرورت کی ایسی چیزیں جو کم پائی جاتی ہیں ان میں زیادتی کس طرح ہو؟ استعمال کی اشیاء کی فراہمی اور ان کی مناسب تقسیم کس طرح ہو؟ اس کے لئے سرمایہ، قدرتی وسائل اور سروس سب پر نظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔مثال کے طور پر ’’وکز‘‘ کی ایک شکل یہ ہے کہ غذائی اشیاء کی پیکٹوں پر ’’کلوریز‘‘ یا سعرات حراریہ لکھنے کا اہتمام کیا جائے، تاکہ شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض اور موٹاپے سے بچنے اور اپنا وزن کم کرنے کی کوشش کرنے والوں کو مناسب حال کھانے کی چیزیں لینے میں سہولت ہو، اور ان چیزوں کے کھانے سے وہ بچ سکیں جو صحت کے لئے مضر یا وزن بڑھانے کا باعث ہوں۔اسی طرح سپر مارکیٹ میں لوگوں کی توجہ میٹھی چیزوں کی خریداری سے پھیرنے اور حلویات کے زیادہ استعمال سے ان کو بچانے کے لئے اس حصہ میں جہاں مٹھائیوں کو سجایا گیا ہو وہاں لائٹ دھیمی رکھی جائے۔غرض یہ کہ لوگوں کو نفسیاتی طور پر متاثر کرنے کے لئے ایسی تدبیریں اختیار کی جائیں جو ان کو فیصلہ کرنے میں معاون ہوں اور ان کی توجہ ایک خاص رخ کی طرف پھیری جاسکے۔اس سلسلہ میں اعداد وشمار، لیبارٹریوں کی رپورٹوں اور مختلف قسم کے سروے کے نتائج کو سامنے رکھ کر ایسے اقدامات کئے جائیں اور ایسی تدبیریں اختیار کی جائیں جن سے اقتصادی سرگرمیوں میں تیزی آئے اور تجارت کو فروغ ہو یہ اس نئے تصور کا خلاصہ ہے۔

کویت کی ’’وزارت اوقاف واسلامی امور‘‘ کے ایک ذیلی ادارے نے ’’مرکز الکویت للاقتصاد الإسلامی‘‘ کے نام سے اسلامی اقتصادیات کو فروغ دینے کے لئے ایک شعبہ قائم کررکھا ہے جس کے اب تک سات سمینار ہوچکے ہیں، گزشتہ ماہ مارچ کی ۱۱ر سے ۱۳ر تاریخ تک ایک سہ روزہ سمینار ’’المدخل التطبیقی لوحدۃ الوکز الإسلامی‘‘ کے عنوان سے منعقد کیا گیا۔

شرکائے سمینار میں مصر، اردن، مراکش، الجزائر اور سعودی عرب کے متعدد پروفیسر اور اسکالر تھے۔نمایاں لوگوں میں جامعہ ازہر کے ڈاکٹر عبدالحلیم عمر، ڈاکٹر یوسف ابراہیم، سابق وزیر مالیات ڈاکٹر فیاض عبدالمنعم، اسکندریہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر عبدالرحمٰن یسری، سعودی عرب کی الکٹرانک یونیورسٹی کے ڈاکٹر صلاح شلھوب، مراکش کے ڈاکٹر محمد قیراط اور اردن کے ڈاکٹر محمد شویات، محمد المؤمنی، ڈاکٹر زاید الدویری، اور کویت میں مقیم شام کے ڈاکٹر انس الزرقاء وغیرہ شامل ہیں۔

جس چیز کو ’’Nudge‘‘ یا ’’وکز سلوکی‘‘ کا عنوان دیا گیا ہے وہ درحقیقت ’’علم الاقتصاد‘‘ اور ’’علم النفس‘‘ کے اشتراک سے اکانومی کو فروغ دینے کی تدبیریں ہیں انکو ’’Behavior Economy‘‘ کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔۲۰۰۸ء میں رچرڈ ٹائیلر نے کتاب شائع کی جس میں اس تصور کو قوت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، کتاب بے حد مقبول ہوئی۔۲۰۱۰ء میں برطانیہ میں (Nudgeunits) کے نام سے ادارہ قائم کیا گیا اور ۲۰۱۸ء کے اختتام تک دنیا میں اس طرح کے ۱۳۰ر سے زائد مراکز قائم ہوگئے۔ان اداروں کا مشن سلوکی اقتصاد کو فروغ دینا یا Nudge کے تصور کو اقتصادیات کی دنیا میں عام کرنا ہے۔۲۰۱۷ء میں رچرڈ ٹائیلر کو نوبل انعام کا مستحق قرار دیا گیا جس سے اس فلسفہ کو اور شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اسی ’’وکز سلوکی‘‘ یا ’’Nudge‘‘ سے اسلامی اقتصادیات کو جوڑنے کے لئے یہ سمینار منعقد کیا گیا اور اس کے لئے مستقل یونٹ قائم کرنے کے امکانات اور طریقہ کار کو اس سمینار کا موضوع بنایا گیا ہے۔

حکمت کو گمشدہ لعل سمجھو☆☆☆جہاں پاؤ اسے اپنا مال سمجھو

یعنی ’’الحکمة ضالة المؤمن أینما وجدها فهو أحق بها‘‘ کے تحت کسی بھی صحیح علم اور مفید پروگرام کو اپنانے کی راہ شریعت نے ہمیشہ کھلی رکھی ہے، البتہ جو بات قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ دوسری قوموں کی تہذیب وثقافت کو اختیار کرنے میں اچھے اور برے، مفید اور غیر مفید قابل قبول اور ناقابل قبول کا فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔یونانی علوم کے ترجمہ کی تحریک نے یونانی فلسفہ کو مسلمانوں کی ثقافت کا جزبنا دیا صحیح اور غلط کا امتیاز نہ کرنے کی وجہ سے یونانی فلسفہ کا الہیات سے متعلق حصہ جب مسلمانوں میں پھیلا تو اس سے فرقہ بندیوں کو غذا ملی اور مسلمانوں کے صاف شفاف عقیدہ کو متاثر کئے بغیر نہ رہ سکا اور ذات وصفات باری کے بارے میں موشگافیوں سے معتزلہ، جہمیہ، قدریہ جیسے فرقے وجود میں آئے اور ان کو فروغ حاصل ہوا۔اس طرح دور حاضر میں سائنسی علوم اور خاص طور بر میڈیکل سائنس وغیرہ سے متعلق تجربات پر مبنی علوم کے بجائے اباحی ادب اور ملحدانہ فلسفہ کی عربی میں منتقلی نے عرب نوجوانوں پر غلط اثر ڈالا اور اس کے نتائج نظروں کے سامنے ہیں۔

اس سمینار میں میرے ذمہ کوئی مقالہ لکھنا اور پیش کرنا نہیں تھا چنانچہ سوال وجواب کے وقفہ میں ’’مداخلہ‘‘ کے دوران میں نے عرض کیا کہ ’’Nudge‘‘ کا ترجمہ ’’الوکز السلوکی‘‘ کرنا اور اسے مستقل اصطلاح کے طور پر استعمال کرنا موزوں نہیں معلوم ہوتا، ’’وکز‘‘ کے مفہوم میں شدت اور عنف کا عنصر شامل ہے ’’فوکزہ موسی فقضی علیه‘‘ (حضرت موسی علیہ السلام نے اسے گھونسہ مارا تو اس کا کام ہی تمام ہوگیا) سے بھی لفظ کی حد تک یہی ایہام ہوتا ہے۔اس لئے اس کی جگہ پر ’’التوجیہ السلوکی‘‘ یا اس کے مشابہ کوئی دوسرا لفظ بطور اصطلاح استعمال کیا جائے تو شاید بہتر ہو۔دوسری بات یہ ہے کہ مغربی معاشرہ میں ترغیب وترہیب کے لئے جس طرح کے وسائل استعمال کئے جاتے ہیں یا جن کو نفسیاتی طور پر اثر انداز ہونے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے ان کا ہماری دینی تعلیمات اور تہذیبی خصوصیات سے ہمیشہ ہم آہنگ ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے اقتصاد کو فروغ دینے اور صارفین اور صنعت کاروں کو نفسیاتی اثر ڈال کر ایسے فیصلے پر آمادہ کرنے کے لئے وہی طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں جو شرعی حیثیت سے جائز اور ہماری خصوصیات سے ہم آہنگ ہوں، مثال کے طور پر کسی گلوکارہ کی طرف سے گانے کا پروگرام اس مقصد کے لئے رکھا جائے کہ اس سے ہونے والی آمدنی ضرورتمندوں اور پناہ گزیں کیمپوں میں مقیم نادار لوگوں پر صرف کی جائے گی تو ظاہر ہے کہ اس طرح کے ’’وکز سلوکی‘‘ کی اجازت شرعی طور پر نہیں دی جاسکتی۔

قدیم زمانہ سے غلط کام کر کے صدقہ کرنے یا حرام مال حاصل کر کے مسجد تعمیر کرنے کو قابل مذمت عمل قرار دیا جاتا رہا ہے۔شاعر کہتا ہے:

بنی مسجدا لله من غیر کده☆☆☆فجاء _بحمد الله_ غیر موفق
کمطعمة الأیتام من بیع جسمها☆☆☆فلیتک لم تزن ولم تتصدق

یا پھر:

کصاحبة الرمان من روض جارها
عود به المرضی وترغب فی الأجر
یقول لها أهل الصلاح نصیحة
لک الویل لا تزنی ولا تتصدق

اسلام نے خود غرضی کے بجائے ایثار کی تعلیم دی ہے، لالچ کی بجائے قناعت کی تلقین کی ہے، دنیا کی محبت اور حد سے زیادہ مال جمع کرنے یا بڑے مالدار بننے کے لئے فرائض وواجبات سے غافل ہو کر ہمہ وقت سرگرداں رہنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے، اسی طرح جو شخص مالدار ہو یا ایسا تنومند ہو کہ خود محنت کر کے اپنی ضرورت پوری کرسکتا ہے، اس کو دریوزہ گری سے باز رہنے کی تلقین کی ہے، دوسروں کے ساتھ انصاف پر ابھارا ہے۔(بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)